عمران سیریز 74 ابنِ صفی

ادھورا آدمی



عمران سیریز نمبر 74

ادھورا آدمی

(مکمل ناول)

پیشرس

قبل اس کے کہ آپ کہیں "میاں گھاس تو نہیں کھا گئے" میں خود ہی اعتراف کر لینا چاہتا ہوں کہ گھوڑا کھا گیا ہوں، گھوڑا گھاس کھاتا ہے اور میں گھوڑا کھا گیا ہوں، اس لئے گھما پھرا کر گھاس ہی کی ٹھہری۔

لیکن پیش رس کی ابتداء اس طرح تو نہیں ہوا کرتی تھی۔ مجھے عرض کرنا چاہئے تھا کہ "ادھورا آدمی پیش خدمت ہے۔"

کچھ گڑ بڑ ضروری ہوئی ہے۔ کہیں گھوڑے کے بجائے گدھا نہ کھا گیا ہوں۔ گھاس تو وہ بھی کھاتا ہے۔ سخت الجھن میں ہوں۔ جب قلم سرپٹ دوڑتا ہے تو گھوڑے کا خیال آتا ہے اور جب بالکل ٹھپ ہو جاتا ہے تو سوچنے لگتا ہوں کہ کہیں گدھا تو نہیں تھا۔

بہر حال اسی الجھن میں طب کی کتاب "مخزن المفردات" نکال لیتا ہوں، اس کے مطابق گدھے کے خواص ملاحظہ ہوں۔

گدھا کہ فارسی میں خر اور عربی میں حمار کہلاتا ہے، گرم نمبر ۲ ہے اور خشک نمبر ۳، غیظ اور دیر ہضم ہے۔ اس کے جگر کے کباب مرگی اور تپ چوتھیا کو مفید۔ چربی کا لگانا احشاء کے زخم کو فائدہ مند ہے۔ اس کی لید یرقان کو مفید ہے۔ اس کا دودھ سرد ہے۔ مصلح گل قند مقدار خوراک پاؤ بھر۔ فرحت بخش ہے۔ سدہ کھولتا ہے۔ گرم مزاج کے دل کو طاقت بخشتا ہے۔ سل، دق اور قرحہ ریہہ و گرم بخار

اور گرم کھانسی و خون کا نکلنا کمزوری و جلندھر و تنگئی دم سب کو مفید ہے۔!

گھوڑے کے فوائد از روئے مخزنِ المفردات!

فارسی میں اسپ اور عربی میں فرس کہلاتا ہے۔ گرم اور خشک ہے مصلح اسکار انار اور چھاچھ ہے۔ اس کا گوشت کھانے سے بہادری پیدا ہوتی ہے۔ دل کی بیماریاں دور کرتا ہے۔ گٹھیا، لقوہ اور رعشہ کو مفید ہے۔ مادہ کا دودھ محرک اشتہا ہے۔ مُلیّن طبع اور فیملی پلاننگ بورڈ کے لئے پریشان کن ہے۔ ایک سو اسی سالہ سنیاسی باباؤں کے بزنس کا کباڑہ کرتا ہے.... وغیرہ وغیرہ....

بہر حال اب آپ کو خود فیصلہ کرنا ہے کہ گھوڑا یا گدھا۔ گدھے کی بجائے فارسی میں "خر" کہئے کہ زیادہ معزز معلوم ہوتا ہے۔

یہ "خر" صاحب تو باربرداری کے کام میں بھی آتے ہیں۔ گھوڑے کا کیا مصرف رہا ہے۔ اپنی قوم تو پیدل ہی لڑتی ہے اور پیدل ہی جلوس بھی نکالتی ہے.... بس تھوڑے سے ریس کلب کے لئے چھوڑ دیئے جائیں۔

ارے ہاں! یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ اتنی بڑی قوم ذرا سی بکریاں کھا رہی ہے۔

شائد سچ مچ گھاس کھا گیا ہوں....

والسلام

ابنِ صفی

۱۷ر مئی ۱۹۷۴ء



سیکرٹ سروس کا ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے تنویر نے اس حکم کی تعمیل کی تھی۔ لیکن دل پر آرے چل رہے تھے۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ جولیا اور عمران خوش فعلیوں میں مصروف ہیں اور وہ دور سے اُن کی نگرانی کرتا رہے۔

ایکس ٹو کے حکم کے مطابق اسے اس پہلو پر بھی نظر رکھنی تھی کہ اُس کے علاوہ اور کوئی بھی اُن میں دلچسپی تو نہیں لے رہا۔

جولیا عمران کے شانے پر ہاتھ مار مار کر قہقہے لگا رہی تھی اور تنویر دل ہی دل میں اپنے نادیدہ چیف کو گالیاں دے رہا تھا۔

وہ دونوں مگن تھے اور ایسا لگتا تھا جیسے انہیں وہاں تنویر کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

"آج سے تمہاری عمر پچاس سال اور میری آٹھ سال۔!" عمران جولیا سے کہہ رہا تھا۔ "اب بتاؤ تمہارے لئے کیا منگواؤں....!"

"لیمن ڈراپس....!" جواب ملا۔

تنویر نے اُن سے تھوڑے ہی فاصلے پر اپنے لئے ایک میز منتخب کی تھی اور بیٹھا جل بھن رہا تھا۔

یہاں کی مخصوص ڈش ماہی مسلم تھی اور جولیا کو مچھلی کی بو سے نفرت تھی۔ اس لئے مینو پر وہ جھگڑ بیٹھے۔

"لیکن میں مچھلی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"نام نہ لو میرے سامنے مچھلی کا....!"

"حالانکہ خود بھی دھوتر مچھلی ہی کی سی شکل لئے پھرتی ہو۔!"

"کیوں بکواس کر رہے ہو۔میں اس میز پر مچھلی نہیں آنے دوں گی۔!"

"مچھلی ضرور آئے گی دیکھتا ہوں کہ تم کیسے روکتی ہو۔!" عمران نے کسی قدر اونچی آواز میں ک
اور آس پاس کے لوگ چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔

"یہ کیا بیہودگی ہے۔!" جولیا آہستہ سے بولی۔

"مجھے کہنے دو کہ تم سے زیادہ بدذوق عورت آج تک میری نظر سے نہیں گذری۔!" عمران ک
آواز اب بھی اونچی ہی تھی۔

تنویر کے نتھنے پھولنے لگے اور وہ بھول گیا کہ یہاں کیوں آیا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر اُن کی می
کے قریب جا پہنچا۔

"حد سے زیادہ بدتمیز ہو۔!" وہ عمران کو گھورتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"اچھاجی.... تم کون ہو؟" عمران کے تیور مزید بگڑ گئے۔

تنویر نے جولیا کی طرف دیکھا۔لیکن اس نے پہلے ہی اپنا منہ پھیر لیا تھا۔اُسے سچ مچ یہاں تنو
کی موجودگی کا علم نہیں تھا کیونکہ شروع ہی سے اس کی پشت تنویر کی طرف رہی تھی۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم اس بدتمیز کو برداشت کر رہی ہو۔!" تنویر نے اس بار جولیا کو مخاطب
کیا۔ کچھ اور بھی کہنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن الفاظ حلق ہی میں گھٹ کر رہ گئے کیونکہ اچانک عمران نے
اس کا گریبان پکڑ کر اس طرح جھٹکا دیا تھا کہ وہ فرش کی جانب جھکتا چلا گیا۔

پھر بیٹھے ہی بیٹھے اس کی ٹھوڑی پر گھٹنا بھی مارا تھا۔ تنویر کے حلق سے ہلکی سی کراہ نکلی اور
چاروں خانے چت ہو گیا۔

اس کے بعد اچھا خاصا ہنگامہ برپا ہو گیا تھا۔ لوگ چاروں طرف سے دوڑ پڑے تھے۔ ان م
ہوٹل کا عملہ اور گاہک سبھی شامل تھے۔

جتنی دیر میں تنویر دوبارہ اٹھتا پتا نہیں کیا کیا ہو گیا تھا۔ لیکن نہ اب وہاں عمران تھا اور نہ جولیا تھ
دفعتاً کوئی غیر ملکی انگریزی میں چیخنے لگا۔ "میرا بریف کیس.... میرا بریف کیس.... چور..
چور.... چور....!"

اور پھر تنویر پر بوکھلاہٹ کا دورہ پڑا تھا۔ لوگ اسے گھیرے ہوئے سوالات کی بوچھاڑ کر ر
تھے اور وہ "کچھ نہیں.... کچھ نہیں....!" کہتا ہوا مجمع سے نکل ہی جانا چاہتا تھا کہ کسی نے اس کا با
پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

تنویر جھنجھلا کر پلٹ پڑا۔

سامنے ایک سفید فام اجنبی کھڑا اُسے گھورے جا رہا تھا۔ پھر وہ تحکمانہ لہجے میں بولا۔ "میرے ساتھ چلو۔!"

"کیوں.... کون ہو تم....؟" تنویر غرایا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔!" وہ اسے کھینچتا ہوا صدر دروازے کی طرف لے چلا۔ دوسرے لوگ جہاں تھے وہیں رہ گئے۔ لیکن دوسرا آدمی ابھی تک اپنے بریف کیس کے لئے چیخے جا رہا تھا۔

غیر ملکی اجنبی تنویر کو مجمعے سے نکال لایا۔

"گاڑی میں بیٹھ جاؤ!" اس نے سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی گاڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ کیوں بیٹھ جاؤں۔!"

"جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو۔!" گاڑی کے اندر سے آواز آئی۔ اور اب تنویر نے پچھلی نشست پر نظر ڈالی۔ ایک آدمی گاڑی میں موجود تھا اور اس کے ریوالور کی نالی تنویر کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔

"لل.... لیکن یہ سب کیا ہے؟" تنویر نے بھرائی ہوئی آواز میں احتجاج کیا۔

"بیٹھو....!" اسے زوردار دھکا دیا گیا۔

پھر چپ چاپ گاڑی میں بیٹھتے ہی بنی تھی.... اور اب اسے پوری طرح ہوش آ گیا تھا۔

کیسی حماقت سرزد ہوئی تھی؟ وہ دل ہی دل میں خود کو گالیاں دیتا رہا۔ آخر وہ اس حقیقت کو کیسے فراموش کر بیٹھا تھا کہ عمران اور جولیا پر نظر رکھنے کی ہدایت ایکس ٹو سے ملی تھی۔ یعنی وہ ڈیوٹی پر تھا۔ آخر ایسی حالت میں اسے غصہ آیا ہی کیوں؟ اب پتا نہیں کن حالات سے گذرنا پڑے۔

کار ایئرپورٹ سے کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوئی تھی۔

تنویر خاموش ہی رہا اور اب تو وہ اپنے انداز میں لاپرواہی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

لیکن سوال تو یہ تھا کہ ان لوگوں نے آخر اسے کیوں دھر لیا تھا؟ کم از کم یہ تو معلوم ہی ہونا چاہئے۔ بہر حال اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔ "آخر تم لوگ کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" سفید فام غیر ملکی جو اگلی سیٹ پر تھا ہنس کر بولا۔ "ایک بہت خوبصورت لڑکی تم پر عاشق ہو گئی ہے۔ اسی کے پاس لئے جا رہے ہیں۔!"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔!" تنویر غرایا اور ریوالور کی نال اس کے پہلو میں کچھ زیادہ دیر ہی چبھنے لگی۔ اس کے برابر والا آدمی دیسی ہی تھا اور ڈرائیور بھی غیر ملکی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"مناسب یہی ہوگا کہ تم اپنی زبان بند رکھو.....!" برابر والے نے کہا۔

"نہیں بولنے دو.....!" اگلی سیٹ پر سے غیر ملکی نے کہا۔ "اُس کی آواز میں بڑا لوچ تھا مجھے بھی پسند آیا۔!"

"میں سمجھ گیا.....!" تنویر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "تم لوگ اس بدمعاش کے ساتھی معلوم ہوتے ہو جس نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔!"

"تم اسے بدمعاش کہہ رہے ہو۔!" غیر ملکی بولا۔ "حالانکہ تم خود ہی اٹھ کر اس کی میز کے قریب گئے تھے۔!"

"اس نے خواہ مخواہ مجھے گھونسہ دکھادیا تھا۔!"

"تم غلط کہہ رہے ہو۔ وہ تو اس عورت سے جھگڑا کر رہا تھا۔ جو اس کے ساتھ تھی۔ میں سمجھ شاید تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ دونوں تمہارے لئے اجنبی تھے۔"

"اجنبی تو تھے ہی۔!" تنویر جلدی سے بولا۔ لیکن وہ مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں ہنس پڑا تھا۔

"اچھا تو تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ وہ میرے لئے اجنبی نہیں تھا"۔ تنویر نے کہا۔ "پھر یک بیک بپھر کر بولا۔ "مگر تم کون ہو مجھ سے باز پرس کرنے والے۔ وہ کوئی بھی رہا ہو۔!"

"تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم کون ہیں.....اور وہ کون تھا.....؟" جواب ملا۔

تنویر کو اچانک وہ شخص یاد آیا جو ایکروفے والے ہنگامے کے دوران میں "میرا بریف کیس... میرا بریف کیس" کی ہانک لگاتا رہا تھا۔

اُوہ.... تو یہ بات ہے۔ اس نے سوچا۔ اب یہ لوگ یہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں کہ ہنگامہ اسی لئے برپا کیا گیا تھا کہ افراتفری کے عالم میں کسی کا بریف کیس غائب کر دیا جائے۔ ہو سکتا ہے، اُسی کے ساتھی ہوں جو بریف کیس کے لئے چیخ رہا تھا۔

اس نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچے اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ پہلو میں ریوالور کی نال بدستور چبھ رہی تھی۔ باہر پھیلے ہوئے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا۔ گاڑی سڑک کو چھوڑ کر ایک تاریک راستے پر ہولی تھی۔

پھر دفعتاً اسکے قریب بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔ "اب تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھی جائے گی۔!"

"جو دل چاہے کرو!" تنویر ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔ "میری تو عقل ہی خبط ہو کر رہ گئی ہے۔!"

"اردو بڑی اچھی بول لیتے ہو۔!"

"کیوں نہ بولوں.... کیا میں یورپ میں پیدا ہوا تھا....؟"

"بالکل نہیں... بالکل نہیں... تم تو دیوان غالب سے بر آمد ہوئے ہو۔!" دیسی آدمی ہنس کر بولا۔

اور پھر اس نے تنویر کی آنکھوں پر ربڑ کا تسمہ چڑھا دیا تھا۔

"تکلیف ہو رہی ہے بھائی۔ آخر کیا ارادے ہیں....؟" تنویر کراہا۔

"واقعی دوست.... تم حیرت انگیز....ایسی بامحاورہ اردو تو میں بھی نہیں بول سکتا۔!" دیسی آدمی نے کہا۔

"تم لوگ آخر مجھے سمجھتے کیا ہو....؟" تنویر پھر بھنا گیا۔

"جلد ہی اطلاع مل جائے گی کہ ہم تمہیں کیا سمجھتے ہیں۔!"

پھر تنویر کے بولنے سے پہلے ہی گاڑی ایک دھچکے کے ساتھ رک گئی تھی۔ کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی سے اتارا۔ اب وہ اپنی گردن پر ریوالور کی نال کا دباؤ محسوس کر رہا تھا۔

کچھ دور پیدل چلنے کے بعد اس سے رکنے کو کہا گیا....اور آنکھوں پر سے ربڑ کا تسمہ ہٹا دیا گیا۔

اس نے بوکھلا کر چاروں طرف نظر دوڑائی تھی۔ یہ کسی عمارت کا ایک بڑا کمرہ تھا۔

دروازے کے قریب ہی دیسی آدمی ریوالور لئے کھڑا نظر آیا۔ جو اسے یہاں تک لایا تھا۔ غیر ملکی کہیں نہ دکھائی دیا۔ تنویر دیسی آدمی کو گھورے جا رہا تھا۔

"بیٹھ جاؤ....!" اس نے ریوالور کی نال سے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

تنویر نے لاپرواہی ظاہر کرتے ہوئے شانوں کو جنبش دی اور آرام سے بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک غیر ملکی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی اور دیسی آدمی کے قریب ہی ٹھٹھک کر رہ گئی۔ تنویر کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہی تھی۔

"روشے فنٹر واٹر....!" وہ آہستہ سے بولی۔ اور دیسی آدمی کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"سن لیا تم نے۔!" اس نے تنویر کو اردو میں مخاطب کیا تھا۔

"کیا سن لیا....؟" تنویر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"تم روشے فنٹر واٹر ہو....!"

"کیا بکواس ہے....!" تنویر ہنس پڑا۔

"تم سوئیس ہو....اور تمہاری بہن کا نام جولیانا فنٹر واٹر ہے۔!"

"بکواس بند کرو.....!" تنویر اٹھتا ہوا دھاڑا۔

"بیٹھے رہو.....!"

تنویر پھر دھم سے بیٹھ گیا۔ اس نئی اطلاع پر اسے شدت سے غصہ آ گیا تھا۔

"میں اس بیہودہ مذاق کو برداشت نہیں کر سکتا۔!" وہ مٹھیاں بھینچ کر بولا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے۔!" لڑکی نے دیسی آدمی سے فرانسیسی میں پوچھا۔

"خود کو روشے فنتر واٹر تسلیم نہیں کرتا۔!"

"جھوٹا ہے۔ یہ روشے کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جولیانا کا بھائی جس نے میری بڑی بہ سے شادی کی تھی اور اس کی دولت سمیٹ کر ایک دن غائب ہو گیا۔!"

تنویر فرانسیسی سمجھ سکتا تھا۔ لیکن اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے چہرے پر لاتعلقی کا برقرار رکھے۔

"کیا تم روشے نہیں ہو۔!" لڑکی نے براہِ راست اس سے سوال کیا اور تنویر ہونقوں کی طر دیسی آدمی کی طرف دیکھنے لگا۔

"مجھ سے کیا کہہ رہی ہے.....؟" اس نے بالآخر پوچھا۔

"کیوں بن رہے ہو۔!" دیسی آدمی بولا۔ "کیا تم فرانسیسی نہیں سمجھ سکتے۔!"

"میں انگریزی کے علاوہ اور کوئی دوسری زبان نہیں جانتا۔!"

اس پردیسی آدمی نے قہقہہ لگایا تھا پھر لڑکی کے استفسار پر اسے تنویر کے جواب سے آگاہ کر لگا تھا۔

"اچھی بات ہے۔!" لڑکی اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی۔ "میں اس سے انگلش ہی میں گ کروں گی۔!"

تنویر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر کس جنجال میں آ پڑا ہے۔ دفعتاً لڑکی آگے بڑھی اور ت کا شانہ جھنجھوڑ کر بولی۔ "کیا تم روشے فنتر واٹر نہیں ہو.....؟"

"میرا نام تنویر ہے۔ تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔!"

"کیا وہ تمہاری بہن جولیانا فنتر واٹر نہیں تھی.....؟" دیسی آدمی نے سوال کیا۔

"بکواس بند کرو.....!" تنویر دھاڑا۔

"چیخو نہیں..... چیخو نہیں۔!" لڑکی آہستہ سے بولی۔ "اگر تم یہ بتا دو کہ میری بہن کہاں ہے

بیوی کہاں ہے تو ہم تمہیں جانے دیں گے۔!"

"ابھی میری شادی ہی نہیں ہوئی۔!"

"اوہ.... ظالم تم نے ابھی تک اس سے شادی بھی نہیں کی۔!" لڑکی نے غصیلی آواز میں کہا۔

"دیکھو لڑکی....!" تنویر نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن سفید فام غیر ملکی کی مداخلت کی بناء پر خاموش ہی رہ گیا۔ وہ بائیں جانب والے دروازے سے کمرے میں داخل ہو کر چیخا تھا۔ "بس.... بس.... ختم کرو۔!"

وہ سب اس کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر کہا۔ "تشدد کے بغیر کچھ نہیں اگلے گا۔!"

"مجھے تو کچھ پاگل پاگل سا لگتا ہے۔!" دیسی آدمی بولا۔ "کیوں نہ پہلے اس کی ذہنی حالت کا جائزہ لے لیا جائے۔!"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔!" غیر ملکی سر ہلا کر بولا۔

دیسی آدمی نے ریوالور کو جنبش دے کر تنویر سے کہا۔ "اٹھو....!"

وہ اسے ایک ایسے کمرے میں لائے جہاں ایک عجیب وضع کی آہنی کرسی کے علاوہ اور کسی قسم کا فرنیچر نہیں تھا۔ البتہ کرسی سے تھوڑے ہی فاصلے پر کمپیوٹر قسم کی ایک مشین نصب تھی۔

"بیٹھ جاؤ....!" ریوالور والے نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"آخر تم لوگ کیا چاہتے ہو....؟"

"بیٹھو....!"

تنویر کرسی پر بیٹھ گیا اور غیر ملکی آگے بڑھ کر اس کے ہتھوں اور اگلے پایوں سے اس کے ہاتھ پیر باندھنے لگا۔ ریوالور کنپٹی سے آلگا تھا۔ ورنہ وہ گلو خلاصی کے لئے تھوڑی بہت جدوجہد تو ضرور کرتا۔ چمڑے کے تسموں سے اسے جکڑ دینے کے بعد مشین پر رکھا ہوا ایک آہنی خود اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیا گیا۔ یہ خود برقی تار کے ذریعے اسی کمپیوٹر نما مشین سے منسلک تھا۔

تنویر کے دیوتا کوچ کر گئے۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اب اُسے غیر ارادی طور پر اپنی حقیقت اگل دینی پڑے گی۔ اس کرسی پر بٹھا کر رسم تاجپوشی عمل میں نہیں لائی جائے گی۔

دفعتاً غیر ملکی نے مشین کی طرف بڑھ کر اس کے کئی سوئچ آن کر دیئے۔ ہلکی سی آواز کمرے میں گونجنے لگی اور تنویر کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی کے اندر گدگدی سی شروع ہو گئی ہو۔

عجیب سی لذت تھی.... پھر یک بیک یہ لذت بے چینی میں تبدیل ہو گئی.... اور.... او

"تمہارا کیا نام ہے....؟" اس سے سوال کیا گیا۔

بے چینی.... بے چینی.... ذہن ایک ہی دھارے پر بہا جا رہا تھا۔

"تنویر....!" اس کی زبان ہلی۔

"جولیانا سے تمہارا کیا رشتہ ہے....؟"

"میں اسے چاہتا ہوں....!"

"بیوقوف آدمی سے تم کیوں الجھے تھے....؟"

"وہ میرا رقیب ہے۔!"

"ایکرو نے میں اس وقت تمہاری موجودگی کی وجہ کیا تھی....؟"

"میرے چیف نے حکم دیا تھا کہ ان دونوں پر نظر رکھو....!"

"تمہارا چیف کون ہے....؟"

"ایکسٹو......!"

"نام اور محکمہ بتاؤ....!"

"اس نام کے علاوہ اور کسی دوسرے نام کا علم نہیں۔!"

"محکمہ بتاؤ....!"

"وزارتِ خارجہ کا محکمہ کارِ خاص۔!"

"ایکس ٹو کا پتہ بتاؤ۔!"

"کوئی بھی نہیں جانتا۔ ہم میں سے کسی نے بھی آج تک اُس کی شکل نہیں دیکھی۔!"

"احکامات کس طرح ملتے ہیں....؟"

"فون پر....!"

"فون نمبر بتاؤ۔!"

"جولیانا فٹنر واٹر کے علاوہ اور کسی کو بھی اُس کا فون نمبر معلوم نہیں۔!"

"او ہو.... تو پھر یہ جولیانا فٹنر واٹر بھی اسی کی ماتحت ہے۔!"

"ہاں.... اور عمران بھی۔!"

"اور کتنے ممبر ہے....؟"

تنویر نے ایک ایک کے نام اور پتے سے انہیں آگاہ کر دیا۔

اور پھر یک بیک کھوپڑی کے اندر گدگدی اتنی شدید ہو گئی کہ وہ کسی بے بس جانور کی طرح چیخنے لگا۔اس کے بعد اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی تھی۔!



صفدر مضطربانہ انداز میں ٹہل رہا تھا۔اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا ہو گا۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کی کامیابی اس طرح ذرا سی دیر میں ہزیمت بن جائے گی۔

لیکن آخر وہ تھی کیا بلا.... بالکل ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے کسی بہت بڑے کیکڑے نے اس پر چھلانگ لگائی ہو۔اندھیرے میں وہ دیکھ بھی نہیں سکا تھا۔

وہ سوچتا اور الجھتا رہا۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھایا۔ لیکن دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز سنتے ہی اس کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا۔

"یس سر....!" وہ مردہ سی آواز میں بولا۔

"بریف کیس عمران کے سپرد کر آؤ....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ب.... بریف.... کک کیس....!" صفدر ہکلا کر رہ گیا۔

"کیوں....؟ کیا بات ہے....؟"

"اندھیرا تھا جج.... جناب....!"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔اپنے حواس بجا کرو۔"

"میں یہ عرض کر رہا تھا جناب کہ بریف کیس تو میں نے اُس سے چھین لیا تھا۔ لیکن جس راستے سے مجھے فرار ہونا تھا وہاں گہرا اندھیرا تھا۔ کسی عجیب قسم کے جانور نے مجھ پر حملہ کر دیا.... اور بریف کیس میرے ہاتھ سے نکل گیا۔!"

"جانور نے حملہ کیا تھا۔!"

"جی ہاں.... بس ایسا لگا تھا جیسے کوئی بہت بڑا کیکڑا مجھ پر جھپٹ پڑا ہو۔!"

"اور تم بیہوش ہو گئے....؟" دوسری طرف سے طنزیہ لہجے میں کہا گیا۔

"نن.... نہیں جناب.... جتنی دیر میں سنبھلتا وہ جانور وہاں تھا اور نہ ہی بریف کیس....!"

"تم نے وہاں رک کر دیکھا تھا....؟" سوال کیا گیا۔

"جی ہاں.... پنسل ٹارچ کی روشنی میں دیر تک بریف کیس تلاش کرتا رہا تھا۔ خیال تھا ممکن ہے وہ حملے کے دوران میں میرے ہاتھ سے چھوٹ کر وہیں کہیں گر گیا ہو۔!"

"اچھا عمران سے مل کر اُسے تفصیل سے آگاہ کرو۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے طویل سانس لی تھی اور ریسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد کچھ دیر تک چہرے کا پسینہ خشک کرتا رہا تھا۔

آج اُسے ایکس ٹو سے ہدایت ملی تھی کہ وہ ایکس وائی ایئر لائن کے آٹھ بجے شب لینڈ کرنے والے طیارے کے مسافروں میں سے سرخ فرنچ کٹ ڈاڑھی والے مسافر پر نظر رکھے.... اور جہاں بھی موقع ملے اس کا بریف کیس چھین کر نکل بھاگے۔

اور یہ موقع ایکروفے میں اس وقت ملا تھا جب عمران کی میز پر ہنگامہ شروع ہوا تھا۔ لیکن بالآخر بریف کیس اس کے ہاتھ سے بھی نکل گیا۔

بہر حال اسے علم نہیں تھا کہ ایکروفے میں بھی اس کے ساتھی موجود ہوں گے اور ان کی وجہ سے اسے بریف کیس جھپٹ لے جانے کا موقع مل جائے گا!

ڈریسنگ ٹیبل کے قریب کھڑے ہو کر اس نے اپنے بال درست کئے اور آئینے میں الوداعی نظر ڈال کر باہر نکلا چلا گیا۔ پھر اس کی گاڑی دس منٹ کے اندر ہی اندر عمران کی قیام گاہ کے سامنے رکی۔ خاصی تیز رفتاری سے آئی تھی۔

صفدر نے گھڑی پر نظر ڈالی، دس بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے۔

پھر وہ گاڑی سے اُتر ہی رہا تھا کہ عقب سے عمران کی آواز آئی۔ "آپ بھی تشریف لے آئے بور کرنے کو!"

صفدر گاڑی کا دروازہ بند کر کے اس کی طرف مڑا۔

"چلے آیئے....!" عمران ہاتھ ہلاتا ہوا زینوں کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر خاموشی سے فلیٹ میں داخل ہوا تھا۔

عمران نے کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "تشریف رکھئے۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر آپ اس طرح کیوں پیش آرہے ہیں۔!" صفدر جھنجھلا کر بولا۔

"پاگل ہو گیا ہوں....!" عمران کا لہجہ بھی تلخی سے پاک نہیں تھا۔

"معلوم ہوتا ہے آپ کو بھی چوٹ ہوئی ہے۔!" صفدر ہنس کر بولا۔

"جی ہاں....! آپ کا چیف پٹری سے اُتر گیا ہے۔ کچھ دیر پہلے جو ذلت نصیب ہوئی ہے ہمیشہ یاد رہے گی۔!"

"غالباً ایکروفے کی بات کر رہے ہیں آپ....!"

"خوب.... خوب! تو آپ بھی وہاں تشریف رکھتے تھے۔ کیا میں وجہ پوچھ سکتا ہوں۔!"

"وجہ....!" صفدر مسکرا کر بولا۔ "ارے ابھی آپ ہی نے تو کہا تھا کہ تمہارا چیف پٹری سے اُتر گیا ہے۔!"

عمران چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "اس نے مجھ سے کہا تھا کہ جولیا کو ایکرو نے میں لے جاؤں اور مچھلی کھانے پر مجبور کروں۔!"

"اُسے تو مچھلی سے نفرت ہے۔!" صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جہنم میں جائے۔!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں اُسے مچھلی کھانے کی ترغیب ہی دے رہا تھا کہ نہ جانے کہاں سے تنویر صاحب ٹپک پڑے اگر تم وہاں موجود تھے تو تم نے دیکھا ہی ہوگا کہ پھر کیا ہوا تھا۔!"

صفدر ہنس پڑا۔

"بس.... بس.... دانت نہ نکالو.... لوگوں نے بیچ بچاؤ کرا لیا۔ ورنہ تنویر صاحب تنویر قیمہ کہلاتے۔!"

"ہو سکتا ہے.... اُسے یہی حکم ملا ہو۔!"

"کک.... کیا مطلب....؟" عمران اُسے غور سے دیکھتا ہوا دفعتاً خاموش ہو گیا۔

"اس کہانی کا سر کہیں ہے اور پیر کہیں۔ شاید اسی لئے مجھے دوبارہ حکم ملا ہے کہ آپ کو تفصیل سے آگاہ کر دوں۔!" صفدر نے ٹھنڈی سانس لی۔

عمران آہستہ سے سر ہلا کر بولا۔ "مجھے پہلے ہی سوچنا چاہئے تھا کہ آخر ہم سب ایکرو نے میں کیوں اکٹھا ہوئے تھے۔ جولیا کہہ رہی تھی....!"

"کیا کہہ رہی تھی؟" صفدر نے جملہ پورا ہونے کا کسی قدر انتظار کر کے پوچھا۔

"اسے شرم آتی ہے بتاتے ہوئے۔ پتا نہیں تمہارے چیف کو کیا ہو گیا ہے۔!"

"بتایئے بھی....!" صفدر نے چھیڑنے کے سے انداز میں کہا۔

"اس سے کہا تھا کہ تم ایکرو نے میں بیٹھ کر عمران سے فلرٹ کرو۔!"

"بہر حال سب سے مشکل کام میرے ہی سپرد ہوا تھا۔!"

"آہا.... وہ کیا....؟"

"ایکس وائی کے طیارے سے ایک مسافر اترنے والا تھا۔ اسکا بریف کیس چھیننا تھا مجھے۔ ایک

آدمی اسے ریسیو کرنے کیلئے پہلے سے ایئر پورٹ پر موجود تھا۔ وہ اسے ایکروفے میں لے گیا۔ میں دونوں کا تعاقب کر رہا تھا۔ بس پھر جب جھگڑا ہوا تو مجھے بریف کیس لے بھاگنے کا موقع مل گیا۔!"

"خدا کی پناہ.... یہ اسکیم تھی۔!" عمران نے متحیرانہ انداز میں دیدے نچائے۔

"لیکن بریف کیس میرے ہاتھ سے بھی نکل گیا۔!"

"اچھا....!"

"جس راستے سے میں فرار ہوا تھا وہاں اندھیرا تھا۔ اچانک ایک عجیب قسم کے جانور نے مجھ پر چھلانگ لگائی۔!"

"سارے جانور عجیب ہوتے ہیں۔!"

"آپ سمجھتے ہیں.... وہ ایک بہت بڑا کیکڑا معلوم ہوتا تھا جس نے مجھے اپنے لمبے لمبے بازوؤں میں جکڑ لیا تھا۔!"

"کوئی کیکڑا ہوٹل کے کچن سے فرار ہو گیا ہوگا۔!"

"آپ میری بات کیوں نہیں سمجھتے۔!" صفدر جھنجھلا گیا۔

"سمجھانے کی کوشش بھی تو کرو۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"وہ اتنا بڑا کیکڑا تھا کہ میں اس کی گرفت میں آ گیا تھا۔!"

"آدمی کا سوپ پینے والا کیکڑا ہوگا۔!"

"آپ کیا سمجھتے ہیں۔!" صفدر آپے سے باہر ہو گیا۔

"تمہیں جھوٹا نہیں سمجھتا۔!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "ہنگامے کے لئے صرف یہی کافی ہوتا کہ جولیا ہسٹریائی انداز میں مچھلی کی پلیٹ دور پھینک دیتی اور وہ یقیناً پھینک دیتی۔ تم تو جانتے ہی ہو۔!"

"آپ کا خیال درست ہے۔!"

"پھر تنویر کس مرض کی دوا تھا۔!"

"میں بھی نہیں سمجھ سکتا۔!"

"دیر سے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر تا رہا ہوں۔ لیکن وہ اپنے گھر پر موجود نہیں ہے۔!"

"کس کی بات کر رہے ہیں۔!"

"تنویر.... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جولیا کو میرے ساتھ دیکھ کر اپنے طور پر یہ حرکت کر بیٹھا

ہو۔ بہرحال تو ثابت یہ ہوا کہ اصل معاملہ تمہارے سپرد ہوا تھا۔"

"خدا ہی جانے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔!" صفدر بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"جولیا سے کہو کہ ایکس ٹو سے رابطہ قائم کر کے معلوم کرے ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم اندھیرے میں رہ کر مار کھا جاؤ۔!"

"آپ ہی کیوں نہیں کہتے۔!"

"فی الحال میری نہیں سنے گی۔ میں نے اسے دھوتر مچھلی کہہ دیا تھا۔!"

"یہیں سے فون پر اس سے پوچھ سکتا ہوں۔!"

"او بھائی.... کیا یہ ضروری ہے کہ تم میرا ہی فون استعمال کرو۔!"

"کوئی اعتراض ہے آپ کو....!"

"لائن ڈیڈ ہو گئی ہے میں خود ابھی حکیم ابوجال کے فون پر اپنی سسرال والوں کی خیریت معلوم کر کے آرہا ہوں۔ بس چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

"اوہو.... تو میری موجودگی آپ کو گراں گذر رہی ہے۔!"

"ہرگز نہیں.... آپ تو اس قابل ہیں کہ فریم کر کے دیوار پر لٹکا دیئے جائیں۔ بھلا یہ تو فرمایئے کہ وہ کیکڑا آپ کو بھی کیوں نہ اٹھالے گیا۔!"

"میں نے آپ کو اس قدر جھنجھلایا ہوا کبھی نہیں دیکھا۔!"

"میری فکر نہ کرو.... کیکڑے نے تم سے بریف کیس چھینا تھا یا تم نے ہی بوکھلاہٹ میں اسے ہاتھ سے چھوڑ دیا تھا۔!"

"میرا خیال ہے کہ بریف کیس میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔!"

"وہ جگہ بتاؤ جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔!"

صفدر نے کاغذ پر راہ فرار کا نقشہ کھینچ کر عمران کو سمجھانے کی کوشش کر ڈالی تھی۔

"ٹھیک ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "محفوظ ترین راستہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی کوئی پہلے ہی سے تمہاری تاک میں تھا۔!"

"میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ یقین کیجئے کہ ڈائننگ ہال سے صاف نکلا چلا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں خود بھی چوکنا رہوں گا۔ اگر ہال ہی سے کسی نے تعاقب کیا ہوتا تو مجھے خبر ہو جاتی۔!"

"بس تو پھر یہی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی بے خبر نہیں تھے۔ انہیں اندازہ تھا کہ اگر ڈائننگ ہال میں بریف کیس پر ہاتھ ڈالا گیا تو نکل جانے کے لئے کون سی راہ منتخب کی جائے گی۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔

"تم نہیں سمجھ سکو گے۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

"آپ تو اس طرح کہہ رہے ہیں جیسے خود سمجھ گئے ہوں۔!"

"تمہارا چیف آہستہ آہستہ فاترالعقلی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ بس اب جاؤ.... اور جولیا سے کہو کہ ایکس ٹو سے رابطہ قائم کرے۔!"

صفدر اٹھ گیا۔

جولیا کے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں اندھیرے اور سناٹے کی حکمرانی تھی اور خود وہ اپنی خواب گاہ میں داخل ہو کر سونے کی تیاری کر رہی تھی۔ کچھ دیر قبل ایکس ٹو سے فون پر جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے موڈ بگاڑ دیا تھا۔ لہٰذا جلد سے جلد سونا چاہتی تھی۔ لیکن ٹھیک اسی وقت کسی نے باہر سے اطلاعی گھنٹی بجائی.... جھنجھلاہٹ میں پیر پٹختی ہوئی صدر دروازے کی طرف آئی تھی۔

دروازہ کھولا تو صفدر سامنے کھڑا نظر آیا۔ شائد اسی نے برآمدے کی بجلی جلائی تھی۔

"کیا تم فون کر کے معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ میں اس وقت مل بھی سکوں گی یا نہیں۔!" اس نے تلخ لہجے میں کہا۔

"پھاٹک پھلانگ کر آیا ہوں۔ اس لئے ہمدردی سے پیش آؤ۔!" صفدر مسکرایا۔

جولیا پیچھے ہٹ گئی تھی۔ وہ اندر آیا۔

"کیا بیٹھو گے بھی۔ میں بہت تھکی ہوئی ہوں۔!"

"یقیناً بیٹھوں گا.... کیونکہ میں نے بھی تمہاری طرح چوٹ کھائی ہے۔!"

"ہوں۔!" وہ خشک لہجے میں بولی۔ "کچھ ہی دیر پہلے مجھے اس کا علم ہوا ہے۔!"

"تنویر ابھی تک اپنے گھر نہیں پہنچا....!"

"جہنم میں جائے۔!"

"اور چیف کے بارے میں کیا خیال ہے جو ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر جہاں چاہتا ہے دھکیل دیتا ہے۔!"

"طریق کار ہے اپنا اپنا.... ہم آخر اتنے غافل کیوں رہیں کہ مار کھا جائیں۔!" جولیا بُرا سا منہ بنا

کر بولی۔

"اوہو.... تو کیا وہ تمہیں میری کہانی بھی سنا چکا ہے۔!"

"کیوں نہیں....!"

"اُوہ.... تو کیا تم اب بھی مجھ سے بیٹھنے کو نہ کہو گی۔!"

"چلو بیٹھو.... لیکن اس وقت کافی نہ پلا سکوں گی۔!"

صفدر اس کے ساتھ نشست کے کمرے میں آیا۔

"بیٹھو....!" جولیا اسے گھورتی ہوئی بولی۔ "لیکن اس نے یہ نہیں بتایا کہ بریف کیس میں کیا تھا اور کیوں چھینا گیا تھا۔!"

"تب پھر میں نے اپنا وقت ضائع کیا ہے۔!"

"بڑی افسوس ناک بات ہے۔!" جولیا نے چڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"میں کچھ دیر پہلے عمران صاحب کے ساتھ تھا۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ انہیں بھی اس کا علم نہیں تھا۔!"

"کس کا علم نہیں تھا....؟"

"یہی کہ تنویر دخل اندازی کرے گا۔!"

"ہاں.... اس سے صرف یہی کہا گیا تھا کہ ہم دونوں پر نظر رکھے اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتا رہے کہ کوئی اور تو ہم میں دلچسپی نہیں لے رہا۔!"

"تب تو میرا خیال ہے کہ اس بار ہوا تنویر صاحب کا پتہ صاف۔!"

"کیا ہم کوئی اہم گفتگو کر رہے ہیں۔!" دفعتاً جولیا خشک لہجے میں بولی اور ٹھیک اسی وقت کمرے میں اندھیرا ہو گیا۔

"کک.... کیا مطلب....؟" صفدر ہکلایا۔

"بجلی فیل ہوتی ہی رہتی ہے.... غالباً اب تم نہیں ٹھہرو گے۔!" جولیا نے کہا۔

"تمہیں اندھیرے میں تو نہیں چھوڑ سکتا۔!" صفدر ہنس کر بولا۔

دوسرے ہی لمحے میں کسی نے اس پر چھلانگ لگائی تھی۔ ساتھ ہی اس نے جولیا کی چیخ بھی سنی اور خود صرف ہکلا کر رہ گیا۔ "کک.... کیکڑا....!"

اس کے بعد کے الفاظ حلق ہی میں گھٹ کر رہ گئے تھے۔ ایسی سخت گرفت تھی کہ ہڈیاں

کڑکڑانے لگی تھیں اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

پھر ہوش بھی اندھیرے ہی میں آیا تھا۔ اس نے چاروں طرف ہاتھ گھمائے اب بھی فرش ہی پر پڑا ہوا تھا۔ کراہ کر اٹھ بیٹھا اور ٹٹولتا ہوا ایک جانب بڑھنے لگا۔ پھر اچانک اپنی جیبیں ٹٹولیں۔ سب کچھ محفوظ تھا۔ پنسل ٹارچ، پرس اور بغلی ہولسٹر میں ریوالور۔

پنسل ٹارچ کی باریک سی روشنی کی لکیر گردوپیش چکرانے لگی۔

یہ وہی کمرہ تھا جہاں اس پر حملہ ہوا تھا۔ لیکن جولیا کہاں گئی؟

اس نے اسے آوازیں دیں تھیں اور جواب نہ ملنے پر سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گیا تھا۔ لیکن سوئچ تو پہلے ہی سے آن تھا۔ پھر برآمدے میں نکل آیا۔ یہاں مین سوئچ آف ملا۔

اس کے بعد وہ یکے بعد دیگرے سارے کمرے روشن کرتا چلا گیا تھا۔ جولیا کہیں بھی دکھائی نہ دی تھی۔ نشست کے کمرے میں دو چھوٹی میزیں الٹی ہوئی ملیں۔ کچھ آرائشی اشیاء فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ جولیا کا ایک سلیپر دروازے کے قریب پڑا تھا۔ دوسرا کہیں نظر نہ آیا۔

وہ چند لمحے خاموش رہا تھا۔ پھر آگے بڑھ کر فون پر عمران کے نمبر ڈائیل کرنے لگا تھا۔

"کون ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں صفدر بول رہا ہوں۔!"

"بولے جاؤ۔ سونے نہ دینا.... اچھا....!"

"میں جولیا کی قیام گاہ سے بول رہا ہوں۔!"

"تو پھر کیا میں تمہیں سر پر بٹھالوں۔!"

"وہ اسے اٹھا کر لے گئے۔!"

"کون کسے اٹھا لے گئے۔!"

"جولیا کو....!"

"اوہ.... کیا تمہاری موجودگی میں....!"

"میں اس سے گفتگو کر رہا تھا کہ اچانک روشنی غائب ہو گئی۔ انہوں نے باہر سے مین سوئچ آف کر دیا تھا۔ یقین کیجئے وہی کیکڑا تھا۔!"

"اندھیرے میں نظر آ گیا تھا....؟"

"اس بار بھی اسی نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔!"

"کاش تمہیں بھی اٹھالے جاتا.... اب کٹے گی رات آنکھوں میں.... وہیں ٹھہرو.... میں
آہوں۔!"

صفدر نے طویل سانس لی اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر اپنی گدی سہلانے لگا۔

پندرہ منٹ بعد اس نے عمران کی سب سے زیادہ شور مچانے والی گاڑی کی آواز سنی تھی اور
مدے کی طرف چل پڑا تھا۔ عمران تنہا نہیں تھا۔ جوزف بھی تھا اس کے ساتھ.... پوری وردی
تھا اور بلٹ پروف ہولسٹرز میں دونوں جانب ریوالور موجود تھے۔

عمران صفدر کے ساتھ عمارت میں داخل ہوا لیکن جوزف صدر دروازے ہی پر جم گیا تھا۔

عمران نے اس کمرے کا جائزہ لیا جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ پھر صفدر کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا۔
"شاباش....!"

"کک.... کیا مطلب....؟"

"پہلی بار حملہ آور ہوا تو بریف کیس لے گیا اور دوسری بار بھی تمہیں نہیں لے گیا۔!"

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں....؟"

"بہت بدبودار معلوم ہوتے ہو۔!" عمران آہستہ سے بولا۔

صفدر کچھ کہنے والا تھا کہ باہر سے فائر کی آواز آئی۔ عمران نے جھپٹ کر روشنی کا سوئچ آف
کیا اور صفدر کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھا۔

برآمدے میں بھی اندھیرا ہی نظر آیا۔

"جوزف....!" عمران کی تیز قسم کی سرگوشی اندھیرے میں گونجی۔

لیکن جواب نہ ملا۔ صفدر نے بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا تھا۔

"جوزف!" اس بار عمران نے زور سے آواز دی تھی اور بڑی پھرتی سے بائیں جانب کھسک گیا۔

"سب ٹھیک ہے باس۔!" دور سے جوزف کی آواز آئی۔ "فائر میں نے نہیں کیا تھا۔!"

"لائٹ جلاؤ....!" عمران نے صفدر سے کہا۔

صفدر نے سوئچ آن کر دیا۔ جوزف تیز رفتار سے ان کی طرف بڑھا آرہا تھا۔

"میں نے فائر نہیں کیا تھا باس....!" وہ قریب پہنچ کر بولا۔ "تمہاری کار کے پیچھے مجھے کوئی
نظر آیا تھا۔ میں نے برآمدے کی روشنی بجھائی ہی تھی کہ فائر ہوا۔!"

"لیکن مجھے یہاں کہیں بھی گولی کا نشان نہیں دکھائی دیا۔!" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔ "یقیناً

فائر تم پر ہی کیا گیا ہوگا۔ اُسی وقت جب تم سوئچ آف کرر ہے تھے۔ لہٰذا سوئچ بورڈ کے آس پاس ہ
کہیں گولی کا نشان تو ہونا ہی چاہئے۔!"

"خدا کی مرضی باس.... میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ لیکن میرے بس سے باہر ہے کہ میں اسے
ہاتھ لگاؤں۔ تم ہی چل کر اٹھاؤ۔ بیہوش ہوگئی ہے شائد۔!"

"کون ہے....؟" عمران چونک پڑا۔

"کوئی عورت ہے۔ وہی تھی تمہاری کار کے پیچھے۔!"

"چلو....!" عمران آگے بڑھتا ہوا بولا۔ بر آمدے کی روشنی اس کی کار تک پہنچ رہی تھی۔

کار کے عقب میں وہ اوندھی پڑی دکھائی دی۔

"ارے کہیں تیرا دلیاں ہاتھ تو نہیں چل گیا تھا۔!" عمران بڑبڑایا۔

"نہیں باس.... ہرگز نہیں۔ مجھے تو بیہوش ہی ملی تھی۔ لائٹ آف کر کے میں بڑی احتیاط سے
گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔ یہ بس یونہی پڑی ملی تھی۔!"

"اور اندھیرے میں تجھے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ یہ عورت ہے۔!"

"مم.... میں کیا کرتا باس.... اندھیرے میں.... ٹٹولنا ہی پڑا تھا۔ رینگتا ہوا آگے نہ بڑھ
ہوتا تو پیروں تلے کچلی جاتی۔!"

عمران نے اسے سیدھا کیا۔ جوان العمر اور خاصی دلکش صورت والی، کوئی غیر ملکی عورت تھی۔!

اس کے قریب ہی ایک پستول پڑا نظر آیا۔

"یہ تو نقلی معلوم ہوتا ہے.... کھلونا....!" صفدر بولا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ اس نے پستول اٹھا کر دیکھا تھا اور پھر اسے صفدر کی طرف بڑھا دیا تھا۔

"بڑی عجیب بات ہے.... یہ ہے آخر کون....؟" صفدر پھر بڑبڑایا۔

"آسمان سے اتری ہے ہوگی کوئی.... اسے اٹھا کر اندر لے چلو۔!" عمران بولا۔

"مم.... میں اٹھاؤں....؟"

"اور نہیں تو کیا میں اٹھاؤں گا۔!"

"اگر ہوش میں آگئی تو....؟"

"تم بے ہوش ہو جانا....!"

صفدر نے جوزف کی طرف دیکھا۔

"نہیں مسٹر....!" وہ بُرا سامنہ بنا کر بولا۔ "میں کسی سفید سوریا کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔!"

اتنے میں بیہوش عورت نے کراہ کر کروٹ لی.... اور آنکھیں کھول دیں۔ پھر وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

اس نے خوف زدہ انداز میں جوزف کی طرف دیکھا اور ہکلانے لگی۔

"مم.... مذاق تھا.... صرف مذاق تھا۔!"

"اُوہ....!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "میں سمجھا شائد تم اسے بھوت سمجھ کر فائر کر بیٹھی تھیں۔!"

"فف.... فائر....!" وہ نروس سی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "پستول نقلی ہے۔ بوکھلاہٹ میں فائر ہو گیا تھا۔!"

"اچھا.... اچھا.... میں سمجھ گیا.... تم نقلی پستول سے لوگوں کو ڈراتی ہو۔!"

"جولیانا کہاں ہے....؟"

"خوب.... تو تم اسے جانتی ہو....!"

"کیوں نہیں.... اسے ہی تو ڈرانے آئی تھی۔!"

"کیا قصور ہوا تھا بیچاری سے۔!"

"بس یونہی.... کہتی تھی کہ اسے تنہائی میں خوف نہیں معلوم ہوتا۔!"

"حالانکہ فائر کی آواز سن کر اس کا ہارٹ فیل ہو گیا۔!"

"کک.... کیا مطلب....؟"

"لاش پوسٹ مارٹم کے لئے ہسپتال بھجوا دی گئی ہے۔!"

"کیوں فضول باتیں کر رہے ہو۔ تم کون ہو....؟"

"ہم معقول معاوضے پر تکفین و تدفین کا کام کرتے ہیں۔!"

"ہٹو سامنے سے.... میں اندر جاؤں گی۔!"

"ہٹ جاؤ بھئی۔!" عمران نے صفدر سے کہا۔

وہ تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ پھر انہوں نے اسے اندر داخل ہوتے دیکھا۔

"جولیا سے خاصی بے تکلف معلوم ہوتی ہے۔!" عمران نے صفدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں نے تو پہلی بار دیکھا ہے اسے۔ پتا نہیں کون ہے....؟"

"سوئیس ہی معلوم ہوتی ہے۔ چلو دیکھیں۔!"

وہ دونوں اندر آئے.... جوزف برآمدے ہی میں رک گیا تھا۔

نشست کے کمرے میں وہ عورت فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کرتی ہوئی نظر آئی۔

"کیا خیال ہے تم کیا کر رہی ہو۔!" عمران نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ریسیور جھپٹتے ہوئے کہا اور کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

"میں پولیس کو فون کر رہی تھی۔!"

"کیوں....؟"

"جولیانا موجود نہیں ہے.... اور تم لوگ نہ جانے کون ہو....؟"

"پولیس....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"لیکن....!"

"تم اپنی پوزیشن صاف کرو.... کچھ دیر پہلے مس فنٹر واٹر نے اطلاع دی تھی کہ وہ خود کو خطرے میں محسوس کر رہی ہیں۔ ہم یہاں پہنچے تو وہ غائب تھیں.... اور پھر تم نقلی پستول سے فائر کرتی ہوئی بیہوش ہو گئیں۔!"

"مم.... میں تو.... جولیانا ہی بتا سکے گی کہ میں کون ہوں۔ اس سے کتنی قریب ہوں۔!"

"لہٰذا جب تک جولیانا نہیں بتائے گی تم زیر حراست رہو گی۔!"

"یہ.... یہ زیادتی ہے۔!"

"کچھ بھی ہو.... ہم اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے۔!"

"میں اپنے وکیل کو فون کرنا چاہتی ہوں۔!"

"اس سے پہلے تمہیں اپنے کاغذات دکھانے پڑیں گے۔!"

"کاغذات گھر پر ہیں۔!"

"گھر چل کر ہی دیکھ لیں گے۔ کہاں قیام ہے....؟"

"موڈل کالونی میں....!"

"یہاں کب سے مقیم ہو....؟"

"کئی سال سے.... میں فرنچ ایئر لائن سے تعلق رکھتی ہوں۔ اسٹیشن ماسٹر کی اسٹینو ہوں۔!"

"نام اور پتہ بتاؤ.... اسٹیشن منیجر کا فون نمبر بھی۔!"

"اپنے وکیل کی عدم موجودگی میں میں کچھ بھی نہ بتاسکوں گی۔!"

"وکیل کا نام اور فون نمبر....!"

"میں خود ہی اسے فون کروں گی۔!"

"یہ ناممکن ہے۔!"

"میں کہتی ہوں جولیانا کو تلاش کرو.... سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔!"

"تو کیا کچھ مسائل بھی ہیں....؟"

"میری اور تم لوگوں کی دشواریاں۔!"

"بھلا وکیل کا نام اور فون نمبر بتانے میں کیا دشواری ہو سکتی ہے....؟"

وہ کچھ نہ بولی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ پھر اچانک اس نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔

"اب پیدا ہوئے ہیں مسائل....!" عمران نے صفدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا تم کسی روتی ہوئی عورت کو چپ کرانے کا سلیقہ رکھتے ہو....؟"

صفدر نے مایوسانہ انداز میں سر کو منفی جنبش دی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس عورت کو دیکھتا رہا۔



جولیا دوبارہ ہوش میں آئی تو اپنے بنگلے کے کسی کمرے میں نہیں تھی۔ کچھ دیر تک متحیرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھتی رہی پھر اس نے محسوس کیا کہ وہ تو ایک کرسی میں جکڑی ہوئی ہے۔ تب ذہن ہاتھوں اور پیروں کی اس تکلیف کی طرف منتقل ہوا جو رسی کے تنگ ترین بلوں کی وجہ سے ہو رہی تھی۔

آہستہ آہستہ یادداشت بھی واپس آرہی تھی۔ وہ تو اپنے بنگلے میں صفدر سے گفتگو کر رہی تھی کہ اچانک روشنی گل ہو گئی اور کسی نے اس کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا تھا۔ پھر کیا ہوا تھا۔ پوری طرح یاد نہ آسکا اور اب وہ اس حال میں تھی۔

"صفدر" جولیا حلق پھاڑ کر چیخی۔ لیکن آواز کمرے کی محدود فضا میں گونج کر رہ گئی تھی۔

اس کمرے میں ایک کمپیوٹر قسم کی مشین کے علاوہ اسے اور کچھ نہ دکھائی دیا۔ بس وہی ایک کرسی تھی جس میں اسے جکڑ دیا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر چیخی۔ "یہاں کون ہے....؟"

لیکن کوئی جواب نہ ملا۔

الجھن بڑھتی رہی۔ کسی قدر گھٹن کا احساس بھی تھا۔ آخر چکر کیا ہے؟ اس نے سوچا۔

کہیں وہی لوگ نہ ہوں جن کے آدمی سے بریف کیس چھینا گیا تھا۔ لیکن براہِ راست اس کیوں ہاتھ ڈالا گیا۔ بریف کیس تو صفدر نے چھینا تھا اور اگر وہ لوگ اسے بھی پکڑ لائے ہیں کہاں ہے؟

دونوں کو الگ الگ رکھنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ وہ سوچ ہی رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا ایک سفید فام غیر ملکی اسے تیکھی نظروں سے دیکھتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"کیا مطلب ہے اس کا....؟" جولیا نے غصیلے لہجے میں سوال کیا۔

"مطلب مجھ سے پوچھ رہی ہو.... نابکار عورت۔!" نووارد نے انگریزی کی بجائے فرانسیسی میں کہا۔

"زبان کو لگام دو....!" جولیا آپے سے باہر ہو گئی۔

"بتاؤ.... وہ رقم کہاں ہے....؟"

"کون سی رقم....!"

"وہی رقم جو تم نے اپنے بھائی کی مدد سے لافے ور بینک سے لوٹی تھی۔!"

"بکواس مت کرو.... میں تمہیں نہیں جانتی۔!"

"یہ چھ ماہ پہلے کی بات ہے... پھر تم جنیوا سے فرار ہو گئے۔ تم بدستور سوئیس بنی رہیں اور تمہارا بھائی دیسی بن گیا۔ اب اسکا نام تنویر ہے۔" جولیا اپنی موجودہ حالت کو بھلا کر بے ساختہ ہنس پڑی

"تم مجھے دھوکے میں نہیں رکھ سکتیں۔!"

"اس بکواس کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہوں۔ خیریت چاہتے ہو تو مجھے فوراً کھول دو۔ ورنہ میرے دوست تمہیں جہنم رسید کر دیں گے۔!"

"یہاں کوئی نیا گروہ ترتیب دیا ہے کیا....؟"

جولیا کچھ نہ بولی، خاموشی سے اسے گھورے جا رہی تھی۔

وہ سوچ رہی تھی۔ دماغ ٹھنڈا ہی رکھنا چاہئے۔ پتا نہیں کیا چکر ہے۔ تنویر کا نام بھی لیا گیا۔ ہو سکتا ہے وہ پہلے ہی ان کے ہتھے چڑھ چکا ہو۔ ایکس ٹو سے یہی تو معلوم ہوا تھا کہ تنویر گھر نہ پہنچا۔ پتہ نہیں یہ لوگ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔!" نووارد پھر بولا۔

"یہی سوچ رہی ہوں کہ تمہیں بتاؤں یا نہ بتاؤں۔!"

"نہ بتانے کی صورت میں خسارے میں رہو گی۔!"

"آدھی سے زیادہ رقم خرچ ہو چکی ہے اور بقیہ میرے بھائی کے ہی قبضے میں ہے۔!" اس نے نووارد کو غور دیکھتے ہوئے کہا۔ نووارد کے چہرے پر پل بھر کے لئے حیرت کے آثار نظر آئے تھے اور پھر وہ ہنس کر بولا تھا۔ "اور تمہارا بھائی بھی ہمارے قبضے میں ہے لیکن بھائی ہونے کا اعتراف نہیں کرتا۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ وہ کہتا رہا۔ "اس کا کہنا ہے کہ تم اس کی محبوبہ ہو۔ عمران نامی کسی رقیب کا بھی ذکر کرتا ہے۔!"

"بکواس مت کرو.....!"

"ہم نے سوچا ہے کہ اب ہم اپنی نگرانی میں تمہیں اس کے حوالے کر دیں گے۔!"

جولیا کا سر چکرا گیا۔ شدت سے غصہ آیا تھا۔ یہ تنویر اتنا ذلیل بھی ہو سکتا ہے کہ اجنبیوں سے اس قسم کی گفتگو کرتا پھرے۔

"اس طرح ہمیں اندازہ ہو جائے گا کہ وہ تمہارا بھائی ہے۔!" نووارد بولا۔

"میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتی۔!" جولیا کی آواز کانپ رہی تھی۔

"یہ تو ہو کر رہے گا۔ وہ کہتا ہے کہ تم کسی طرح اس کے قابو میں نہیں آئیں اسی لئے تمہیں کرسی سے باندھ دیا گیا ہے۔!"

"بکواس مت کرو.....!" جولیا حلق پھاڑ کر چیخی۔

اور ٹھیک اسی وقت اس کے سر پر آہنی خود رکھ کر مشین چلا دی گئی اور جولیا کی آنکھیں ماحول سے بے تعلق ہوتی چلی گئیں۔ کھوپڑی میں ایسی ہی گدگدی شروع تھی۔ اب وہ کچھ بھی نہیں سوچ رہی تھی۔ عجیب سی گدگدی تھی۔ جس کی طرف سے ذہن ہٹایا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ اسی کیفیت میں نووارد کی آواز سنائی دی۔

"تم کون ہو.....؟"

"جولیانا فٹنر واٹر.....!" غیر ارادی طور پر اس کی زبان سے نکلا۔

"کس کے لئے کام کرتی ہو.....؟"

"ایکس ٹو کے لئے۔!"

"ایکس ٹو کون ہے....؟"

"میں نہیں جانتی۔!"

"کہاں رہتا ہے؟"

"میں نہیں جانتی۔!"

"احکامات کس طرح ملتے ہیں....؟"

"فون پر....!"

"اس کا فون نمبر بتاؤ....؟"

"ٹریپل ناٹ....!"

"کیا تنویر تمہارا محبوب ہے....؟"

"نہیں....!"

"تمہیں اس کے حوالے کر دیا جائے۔!"

"نہیں.... میں اس سے نفرت کرتی ہوں۔!"

"ایکر و فے میں تنویر سے تم لوگوں کا جھگڑا کیوں ہوا تھا....؟"

"وہ مجھے عمران کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا۔!"

"اپنے دوسرے ساتھیوں کے نام اور پتے بتاؤ....؟"

جولیا بے تکان بتاتی چلی گئی تھی اور نووارد انہیں لکھتا رہا تھا۔

"تم کتنی زبانیں بول سکتی ہو....!" اس نے لکھائی کے اختتام پر سوال کیا۔

"فرنچ، جرمن، اٹیلین، رومانش، انگلش اور کسی قدر اردو بھی۔!"

"کیا یہ ممکن نہیں کہ تمہارے ان ساتھیوں ہی میں سے کوئی ایکس ٹو ہو....!"

"ناممکن تو کچھ بھی نہیں ہے۔!"

"تمہیں کس پر شبہ ہے....؟"

"عمران پر....!"

"شبے کی وجہ....؟"

"وہ ایک خوش مزاج درندہ ہے۔!"

"کوئی اور وجہ....؟"

"میں نہیں جانتی.... کچھ بھی نہیں جانتی۔ میں کون ہوں؟ میں کون ہوں....؟"

نووارد نے مشین کا ایک سوئچ آف کر دیا۔ جولیا کی آنکھیں بند تھیں اور ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔

نووارد نے آہنی خود اس کے سر سے اتار کر مشین پر رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ جولیا کی گردن دائیں جانب ڈھلک گئی تھی۔ آنکھیں بدستور بند تھیں لیکن ہونٹ ڈھیلے پڑ گئے تھے اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔

وہ پھر مشین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ سرخ رنگ کا ایک بٹن دباتے ہی مشین سے کاغذ کی ایک شیٹ نکل کر فرش پر آ گری۔ وہ اسے اٹھا کر دیکھنے لگا۔

ٹھیک اسی وقت قدموں کی چاپ سنائی دی تھی اور پھر ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس نے کاغذ کی شیٹ اس کے ہاتھ سے لے لی اور اسے بغور دیکھنے لگا۔ اس کا سر تفہیمی انداز میں ہل رہا تھا۔

"تو پھر.... یہ عمران....!" وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔

"میرا پہلے ہی سے یہی اندازہ تھا۔!"

"لیکن یہ نہ بھولو کہ وہ اس سے جذباتی وابستگی بھی رکھتی ہے۔" دوسرے آدمی نے کہا۔

"ہاں.... اسے بھی ذہن میں رکھنا پڑے گا۔!"

"دیکھیں.... کرنل کیا فیصلہ کرتا ہے....؟"

وہ دونوں کمرے سے نکل کر ایک جانب بڑھتے چلے گئے۔ طویل راہداری تھی اور عمارت خاصی بڑی معلوم ہوتی تھی۔

راہداری کے اختتام پر بائیں جانب مڑ کر ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے جہاں ایک قوی ہیکل آدمی آرام کرسی پر نیم دراز تھا۔ چوڑے چکلے سینے والے اس آدمی کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پائی جاتی تھی۔

"کیا رہا....؟" وہ ان کی طرف دیکھے بغیر غرایا۔

ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کاغذ کی شیٹ اس کی طرف بڑھا دی تھی۔ وہ اسے کچھ دیر تک دیکھتے رہنے کے بعد بولا۔ "تو اس نے عمران کے خلاف شبہ ظاہر کیا ہے....؟"

وہ دونوں خاموش رہے۔

اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "تنویر نے عمران کے سلسلے میں ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ تم دونوں بیٹھ جاؤ۔!"

اس نے سامنے والی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ دونوں مؤدبانہ بیٹھ گئے۔

وہ چند لمحے خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا پھر بولا۔ "عمران اور جولیا کے علاوہ ہمارے پاس اور کسی کی تصویر نہیں ہے۔ تنویر اتفاقاً ہاتھ لگا تھا۔ اب تم اسی کی مدد سے بقیہ لوگوں پر بھی ہاتھ صاف کر سکتے ہو۔!"

"لیکن کرنل!" ایک بولا۔ "تنویر کی زبان تو اس طرح بند ہو گئی ہے جیسے کبھی بولا ہی نہ ہو۔!"

"تمہیں اس پر تیسرا سوئچ نہیں آزمانا چاہئے تھا۔!"

"تیسرا سوئچ آزمائے بغیر اس کی یادداشت ختم نہ ہوتی۔ آپ ہی کے حکم سے ایسا ہوا تھا۔!"

"خیر.... خیر.... جولیا پر تو نہیں آزمایا....؟"

"نہیں کرنل....!"

"ٹھیک ہے بہر حال انہیں ایک ایک کر کے لانا ہے۔!"

"نام اور پتے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ کسی نہ کسی طرح پہچان ہی لیں گے۔!"

"اب کسے لانا ہے....؟"

"کیوں نہ عمران ہی کو لایا جائے۔!" دوسرا بولا۔

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔!" کرنل پُر تفکر لہجے میں بولا۔

وہ دونوں خاموشی سے اُسے دیکھتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "عمران خطرناک آدمی ہے۔ جس آسانی سے تنویر قابو میں آیا اتنی آسانی سے تمہارے ہتھے نہ چڑھ سکے گا۔!"

"ہم دیکھیں گے۔!"

"اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ کئے بغیر کوئی قدم نہ اٹھانا.... صورت سے بیوقوف نظر آنے والے اس درندے کو تم نہیں جانتے۔!"

"ہم سے غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں کرنل... کیونکہ ہم کو حالات سے کلی طور پر آگاہی نہیں۔!

"جو کام جس طرح کہا جائے اسی طرح انجام دو۔ بس اتنا ہی کافی ہے اس وقت طے کر لو کہ کل

کسے لانا ہے۔!"

"جب ہم کسی کو جانتے ہی نہیں تو کس پر کس کو ترجیح دیں۔!"

"اچھا تو میرے مشورے پر عمل کرو.... تنویر کی ذہنی حالت ایک ماہ سے قبل معمول پر نہیں آسکے گی۔ تھرڈ سونچ ایسی ہی اذیت کا نام ہے۔ بہر حال کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تنویر کو رہا کردو اور خاموشی سے حالات کا جائزہ لو۔ جولیا کو روکے رکھو.... اور فی الحال انہیں قطعی نہ چھیڑو۔!"

وہ مزید کچھ کہنے والا تھا کہ کسی نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

"آجاؤ....!" کرنل نے بند دروازے کو گھورتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

ایک دیسی آدمی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا اور ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

"کیا خبر ہے....؟" کرنل نے اس کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

"مادام لسلی کو عمران اور اس کا ایک ساتھی.... ایک عمارت میں لے گئے ہیں۔ شہر یار چوک کی گیارھویں عمارت ہے۔!"

"کیا تم نے قریب سے ان لوگوں کا جائزہ لیا تھا....؟"

"نہیں کرنل....!" دیسی آدمی طویل سانس لے کر بولا۔ "عمران کے سیاہ فام باڈی گارڈ کی وجہ سے قریب نہیں جاسکا۔ وہ عقابی نظر رکھتا ہے۔!"

"اس عمارت کی نگرانی جاری رکھو....!" کرنل نے خشک لہجے میں کہا۔ "بس جاؤ۔!"

دیسی آدمی دروازے کی طرف مڑ گیا تھا۔ اس کے چلے جانے کے بعد کرنل نے انہیں مخاطب کیا۔ "تم نے سن لیا۔ انہوں نے لسلی کو پولیس کے حوالے نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہیں اس کے بیان پر یقین نہیں آیا۔ اب تم تین بجے شب کو سفارت خانے کی طرف سے اس کی گم شدگی کی رپورٹ درج کرا دینا۔ خیال رہے کہ وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھی ہے۔!"

"بہت بہتر کرنل۔ لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اسے کس مقصد کے تحت عمران کے حوالے کیا گیا ہے....؟"

"اپنے کام سے کام رکھو....!" کرنل غرایا۔

"لیکن کرنل....!" دوسرا بولا۔ "لسلی کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے وہ اس سے نامناسب برتاؤ بھی کر سکتے ہیں۔!"

"لسلی کسی ملک کی شہزادی نہیں ہے۔ ہم ہی میں سے ہے۔!" کرنل نے لاپرواہی سے کہا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔



عمران اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اپنی موجودہ حالت سے متعلق اسے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

دفعتاً اس نے سر اٹھا کر بڑی بے بسی سے پوچھا۔ "میں کون ہوں....؟"

"تم مجھ سے پوچھ رہی ہو۔!"

"پھر کس سے پوچھوں؟ اچھا یہی بتادو کہ تم کون ہو میں نے پہلے کبھی تمہیں نہیں دیکھا۔!"

"میں شہزادہ بد بخت ہوں۔!"

"مجھے بتاؤ کہ میں کون ہوں....؟"

"ابھی تک تم نے اپنا نام ہی نہیں بتایا۔!"

"میرا نام کیا ہے....؟" وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔

"شائد جولیانا فٹنر واٹر بتا سکے۔!"

"کون جولیانا فٹنر واٹر....؟"

"وہی جسے تم ڈرانے آئی تھیں۔!"

"لیکن میں تو کسی جولیانا فٹنر واٹر کو نہیں جانتی....؟"

"اب میں بتاؤں کہ میں کون ہوں۔!" عمران نے چہک کر پوچھا۔

"بتاؤ.... بتاؤ....!" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"اُلو کا پٹھا ہوں۔!" عمران اردو میں بڑبڑایا۔

"میں نہیں سمجھی....؟"

"ابھی سمجھ جاؤ گی۔!" عمران نے کہہ کر جوزف کو آواز دی۔

وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہوا اور ایڑیاں بجا کر کھڑا ہو گیا۔ عورت اسے خوف زدہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

"یہ اپنی یادداشت کھو بیٹھی ہے۔!" عمران نے جوزف سے کہا۔

"میں کیا بتا سکتا ہوں باس۔ پاگل عورت کبھی میرا موضوع نہیں رہی۔!"

"اچھی بات ہے۔ تو پھر میں اسے تیرے ساتھ کسی کمرے میں بند کئے دیتا ہوں۔ اسے سمجھنے

کی کوشش کر ڈال۔!"

"یہ زیادتی ہوگی باس....؟"

"میرا حکم....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"اگر اس نے مجھ پر آنکھیں چمکائیں تو میں اسے مار ڈالوں گا۔ پاگل عورتوں کی آنکھوں کی چمک مجھے بڑی کریہہ لگتی ہے۔!"

"خاموش.... تجھے وہی کرنا پڑے گا جو میں کہوں گا۔!"

"تمہاری مرضی باس.... اگر تم میری گردن میں پھانسی کا پھندہ دیکھنا چاہتے ہو۔!"

"بکواس بند کرو.... اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاؤ.... اور ساتھ لے جاؤ۔!"

"ہاتھ تو نہیں لگاؤں گا اس سفید سوریا کو خواہ تم مجھے گولی ہی کیوں نہ مار دو باس....!"

"تم دونوں کی گفتگو بڑی خوفناک ہے۔!" دفعتاً عورت بولی۔

"تم چپ رہو....!" عمران نے اسے گھونسہ دکھایا۔

"شش.... شائد.... میرا نام لسلی ہے.... اور میں کسی سفارت خانے کے فرسٹ سیکریٹری کی بیٹی ہوں۔!"

"شائد میں شبہ ہے۔!" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"ٹھہرو.... مجھے اور سوچنے دو۔!" وہ خوفزدہ نظروں سے جوزف کی طرف دیکھ کر بولی۔

"سوچ لینے دو باس.... کیا حرج ہے۔!" جوزف نے جلدی سے کہا۔

"ارے تو بڑا کام چور ہے۔!" عمران دانت پیس کر بولا۔

"اچھی بات ہے میں اسے لئے جارہا ہوں۔!" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا اور عورت کی طرف قدم بڑھایا ہی تھا کہ وہ بول پڑی۔ "ٹھہرو مجھے اپنے گھر کا فون نمبر بھی یاد آرہا ہے۔!"

"بتاؤ جلدی سے۔!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

عورت نے اسے نمبر بتائے۔ وہ جوزف کو وہیں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

جوزف عورت کی طرف ایسے انداز میں دیکھے جارہا تھا جیسے نگاہ ادھر اُدھر ہوتے ہی وہ اٹھ کر بھاگ جائے گی۔

"مم.... مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے۔!" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں بھیڑیا ہوں۔!" جوزف غرایا۔ غالباً یہ بات اس کے پلے پڑ گئی تھی کہ وہ بننے کی کوشش

کر رہی ہے۔

"نہیں.... مجھ پر رحم کرو.... میرے پاپا کو فون کر دو....!"

"لیکن تم تو اپنی یادداشت کھو بیٹھی تھیں۔!"

"اب کچھ کچھ یاد آ رہا ہے۔ پتہ نہیں مجھے کیا ہوتا جاتا ہے۔ سب کہتے ہیں کہ میں ذہنی مریض ہوں۔!"

"ضرور ہو گی۔!" جوزف بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"پھر بتاؤ میں کیا کروں....؟"

"تم جھوٹی ہو.... کوئی بڑا چکر معلوم ہوتا ہے۔!"

"کیسا چکر....؟"

"میں نہیں جانتا.... یہ سب کچھ میرا باس ہی جانتا ہو گا۔!"

"وہ کون ہے....؟"

"میں اب تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ خاموش رہو۔!" جوزف نے کہہ کر سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

اتنی دیر میں عمران واپس آ گیا۔ چند لمحے عورت کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "تم لسلی پے ٹی شیو ہو۔!"

"ہاں.... ہاں.... یہی نام ہے میرا۔!" وہ خوش ہو کر بولی۔ "کیا پاپا سے بات ہوئی ہے....؟"

"وہ تمہیں لینے کے لئے آ رہے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے انہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے سفارت خانے کے فرسٹ سیکریٹری ہیں۔!"

"ثابت کر دیں گے۔ ضرور ثابت کر دیں گے۔ جبکہ ان کا یہی عہدہ ہے۔!"

"لیکن اس کے باوجود بھی تمہیں اس کی جوابدہی کرنی پڑے گی کہ اس وقت تم جولیانا فٹنر واٹر کے گھر کیوں گئی تھیں۔!"

"اوہ.... تو کیا میں وہاں تھی۔ کیا اس نے تمہیں نہیں بتایا کہ میں کون ہوں۔ ارے وہ میری بہت اچھی دوست ہے۔!"

"اسے کچھ نامعلوم آدمی اٹھا لے گئے ہیں۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتی۔ وہ تو بہت اچھی ہے۔ میں صرف یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ وہ اتنی دلیر نہیں ہے جتنی خود کو ظاہر کرتی ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ بھی خاموشی سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔

"اگر تم پہلے ہی بتادیتیں کہ مسٹر گلینی پے ٹی شیو کی بیٹی ہو تو ہم اتنی زحمتوں میں کیوں پڑتے۔!"

"اوہ.... کیاوہ تمہیں جانتے نہیں ہیں۔!"

"نہیں.... لیکن میں انہیں پہچانتا ہوں۔ اس لئے کسی ہچکچاہٹ کے بغیر تمہیں ان کے سپرد کرسکوں گا۔!"

"اگر انہیں نہ جانتے ہوتے تو میرا کیاحشر ہوتا؟" وہ عمران کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"کسی یتیم خانے میں داخل کرادیتا۔ عورت پالنے کا تجربہ نہیں ہے مجھے۔!"

"میں نے محسوس کیا ہے کہ تم بہت اجڈ ہو۔ اتنے خوبصورت آدمی کو اجڈ نہ ہونا چاہئے۔!"

"باس! ہوشیار....!" جوزف بوکھلا کر بولا۔ "یہ تمہارے حسن کی تعریف کررہی ہے۔!"

"اچھا....!" عمران چونک کر اس کی طرف مڑا۔ "میں نے تو محسوس نہیں کیا۔!"

"تم یونہی غائب رہتے ہو۔ مجھے ہر وقت ساتھ رکھا کرو۔!" جوزف کے دانت نکل پڑے۔

"میں کہتی ہوں اسے ہٹاؤ.... یہاں سے۔!" لسلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔!" جوزف گردن اکڑا کر بولا۔ "یہ عورتوں کے معاملے میں ناتجربہ کار ہیں۔ اس لئے تنہا نہیں چھوڑے جاسکتے۔!"

لسلی نے عمران کی طرف دیکھا۔

"مم.... مجبوری ہے۔!" عمران ہکلایا۔

"تم لوگ میری سمجھ میں نہیں آسکے۔ ویسے کیا ہم آئندہ بھی ملتے رہیں گے۔!"

"میری موجودگی میں....!" جوزف بول پڑا۔

"کیا تم اسے خاموش رہنے کو نہیں کہہ سکتے۔!" وہ جھنجھلا گئی۔

"مجبوری ہے۔!" عمران نے بے بسی سے ٹھنڈی سانس لی۔ چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔

"تم پتہ نہیں کیا چیز ہو۔!"

"کیوں.... اب کیا ہوا....؟"

"ایک ہی وقت میں کئی طرح کی باتیں کرتی ہو۔ ابھی تم نے اس پر حیرت ظاہر کی تھی کہ تم جولیا کے بنگلے میں تھیں اور پھر یہ بھی کہا تھا کہ تم دراصل اس پر ثابت کرنا چاہتی تھیں کہ وہ اتنی دلیر نہیں ہے جتنی خود کو ظاہر کرتی ہے۔!"

"میرا سر چکرا رہا ہے۔ میں کچھ نہیں جانتی۔ پاپا آرہے ہیں۔ انہی سے پوچھ لینا۔ میں اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔!"

عمران نے جوزف کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا.... اور وہ چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔

"شکر ہے۔!" لسلی نے طویل سانس لی۔

"کس بات پر شکر ادا کر رہی ہو۔!"

"یہاں میں نے کسی کے پاس بھی نیگرو ملازم نہیں دیکھا۔!"

"میں انٹر نیشنل آدمی ہوں۔!"

دفعتاً جوزف کمرے میں داخل ہوا۔

"پپ.... پولیس.... باس....!"

"کہاں....؟"

"پورچ میں ان کی گاڑی رکی ہے۔ اس کے پیچھے ایک پرائیویٹ کار بھی ہے۔!"

"نکل چلو....!" عمران نے آہستہ سے کہا اور تیزی سے بائیں جانب والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اس سے صرف ایک قدم پیچھے تھا۔ لسلی بھی اٹھ کر اُن کی جانب دوڑی تھی۔ لیکن اس کے قریب پہنچنے سے قبل ہی دروازہ بند ہو چکا تھا۔

عمران ٹارچ روشن کئے ہوئے اس طویل اور تاریک گلیارے میں دوڑ رہا تھا۔

اور پھر وہ دونوں جلد ہی عمارت کے عقبی حصے سے گذر کر گلی میں آنکلے۔

"گاڑی....!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "گاڑی تو اُدھر ہی رہ گئی۔!"

"پرواہ مت کرو.... گاڑی کے ذریعے وہ ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ رجسٹریشن آفس میں اس کا اندراج نہیں ہے۔!"

"اتنی اچھی گاڑی ضائع ہو جائے گی باس....!"

"میرے باپ نے میرے لئے نہیں خریدی تھی۔!" عمران کسی لڑاکی عورت کے سے انداز میں ہاتھ نچا کر بولا۔ "جہاں سے تعلق رکھتی ہے وہیں پہنچ جائے گی۔!"

"اپنی باتیں تم خود ہی جانو باس.... میرا تو نشہ اکھڑ رہا ہے۔ اچھا ہی ہوا کہ پولیس آگئی۔ ورنہ تو وہیں صبح کر دیتے۔!"

"خاموشی سے چلتے رہو۔!" عمران نے دوسری گلی میں مڑتے ہوئے کہا۔

وہ شاہراہوں کو نظر انداز کرتا ہوا تنگ و تاریک گلیوں ہی میں چلتا رہا تھا۔ جوزف نے خاموشی اختیار کرلی تھی۔

پھر شہریار چوک بہت پیچھے رہ گیا۔



دوسری صبح عمران ناشتے سے فارغ ہوا ہی تھا کہ کیپٹن فیاض کی آمد کی اطلاع ملی۔

"دیکھو!" اس نے سلیمان سے کہا۔ "جوزف سے کہہ دو کہ اپنے کمرے سے باہر نہ نکلے گا۔!"

"کیوں.... کیا ہوا صاحب۔!"

"مردود کسی کی مرغی چرا کر بھاگا تھا۔!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

سلیمان نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا تھا اور جوزف کے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔

عمران نشست کے کمرے میں آیا۔

فیاض نے خاصی "دلآویز" مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیا تھا۔

"چائے پیئو گے یا کافی۔!" عمران کے لہجے میں چہکار تھی۔

"کچھ بھی نہیں۔ صرف یہ پوچھنے آیا ہوں کہ تم دونوں پچھلی رات کہاں تھے....؟"

عمران بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"دوسرے سے مراد ہے جوزف....!" فیاض نے ابھی تک اپنے لہجے میں ناگواری نہیں پیدا ہونے دی تھی۔

"ہم دونوں....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"ہاں....! تم اور جوزف....!"

"قصہ کیا ہے....؟"

"پہلے تم میری بات کا جواب دو۔!"

"ہم دونوں یہیں تھے۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"تمہیں یقین ہے....؟"

"کیپٹن فیاض.... کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں دھکے مار کر یہاں سے نکال دوں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"دھکے کا مطلب معانقہ نہیں ہوتا۔!"

"تم دونوں کے خلاف ایک غیر ملکی سفارت خانے کیطرف سے رپورٹ درج کرائی گئی ہے۔!"

"جوزف اور عمران کے خلاف....!" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"حلیئے تمہی دونوں کے ہیں۔!"

"اب واقعی اٹھا کر نیچے پھینک دونگا۔ محض حلیوں کی بناء پر سیدھے یہیں دوڑے چلے آئے ہو۔!

"سنجیدگی اختیار کرو.... معاملہ میری حدود سے آگے بڑھ گیا ہے۔!"

"کیسا معاملہ....؟"

"پہلے تم بتاؤ کہ پچھلی رات تم دونوں کہاں تھے....؟"

"وہیں.... جہاں سے متعلق رپورٹ درج کرائی گئی ہوگی۔!" عمران نے کہا اور میز کے قریب جاکر فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔ ریسیور کان سے لگائے فیاض کی طرف دیکھے جارہا تھا اور اس کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ تھی۔

دفعتاً وہ ماؤتھ پیس میں بولا۔ "میں عمران بول رہا ہوں جناب۔ پچھلی رات آپ کی کوٹھی پر جو قوالی ہوئی تھی اس سے میں اور جوزف بے حد محظوظ ہوئے تھے۔ لیکن کیپٹن فیاض کو شکایت ہے کہ آپ نے انہیں مدعو نہیں کیا تھا۔ جی ہاں.... موجود ہیں۔ جی نہیں کوئی خاص بات نہیں ان کا خیال ہے کہ پچھلی رات ہم دونوں نے آپ کے ساتھ نہیں گذاری۔ جی... جی... بہت بہت شکریہ۔!'

عمران نے ریسیور رکھ کر طویل سانس لی اور خواہ مخواہ منہ چلاتا ہوا فیاض کی طرف دیکھنے لگا۔

فیاض کی زہر آلود نظریں پہلے ہی سے اس پر رہی تھیں۔

"کس سے بات کر رہے تھے....؟" بالآخر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"سر سلطان سے.... مجھے تو کل ہی معلوم ہوا کہ کس قدر صوفی منش آدمی ہیں۔ کیا کیا قوال اکٹھے کئے تھے۔ واہ.... بلکہ آہے واہ....!"

"ہوں....!" فیاض سانپ کی طرح پھپھکارا۔

"غالباً اب تمہارا اطمینان ہوگیا ہوگا۔!"

"ہرگز نہیں۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم مجھے پھنسوانا ہی چاہتے ہو....؟" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

فیاض کچھ نہ بولا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور عمران کو گھورے جارہا تھا۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تم یہی چاہتے ہو کہ کسی نہ کسی طرح میں جیل

پہنچ جاؤں۔!"

"بکواس مت کرو۔۔میں تمہیں اطلاع دینے آیا تھا کہ عنقریب تم مشکلات میں پڑنے والے ہو۔!"

"جب تک مجھے رپورٹ کی نوعیت کا علم نہ ہو جائے کوئی رائے قائم کرنا بیکار ہوگا۔!"

"لسلی پے ٹی شیو کو جانتے ہو۔۔۔۔!"

عمران نے نفی میں سر ہلایا۔

"اس نے رپورٹ درج کرائی ہے کہ تم اسے جوزف سے شادی کر لینے پر مجبور کر رہے تھے رتشدد پر اتر آئے تھے۔!"

"یہ لسلی ہے کون۔۔۔۔؟" عمران نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

"گلینی پے ٹی شیو کی بیٹی ہے جو ایک سفارت خانے کا فرسٹ سیکریٹری ہے۔!"

"لیکن رپورٹ میں ہم لوگوں کے صرف حلیے درج کرائے گئے ہیں۔!"

"اور کیا کہہ رہا ہوں اتنی دیر سے۔!"

"بس تو پھر تلاش جاری رکھو۔۔۔۔!"

"اگر شناختی پریڈ ہو گئی تو کیسی رہے گی۔!"

"مر گئے شناختی پریڈ کرانے والے۔!"

"اگر وہ مر گئے تو تم یتیم کہلاؤ گے۔!" فیاض طنزیہ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"اوہ۔۔۔۔ تو بات اس حد تک بڑھ چکی ہے۔!"

"جناب۔۔۔۔ کچھ لوگوں نے رحمان صاحب کے منہ پر تمہارا اور جوزف کا نام لیا تھا۔!"

"محض حلیے کی بناء پر۔۔۔۔!"

"جی ہاں۔اب تو غالباً آپ کے علم ٹھنڈے ہو گئے ہوں گے۔!"

"میرے علم ہمیشہ بلند رہیں گے۔ ہونے دو شناختی پریڈ۔ کیا ابھی چلوں۔۔۔۔؟"

"میں صرف تمہیں آگاہ کرنے آیا تھا۔۔۔!"

"شکریہ۔۔۔۔!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"تو پھر اب میں جاؤں۔!"

"ضرور۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا۔

دوسری طرف سے صفدر کی آواز آئی۔ "تنویر مل گیا ہے۔ لیکن اس کی عجیب حالت ہے۔!

"عجیب سے کیا مراد ہے....؟"

"کسی بات کا جواب ہی نہیں دیتا۔ چپ سادھ رکھی ہے۔ آنکھوں سے ایسا معلوم ہوتا جیسے پوری طرح بیدار نہ ہو۔!"

"کہاں ہے....؟"

"میرے ساتھ.... میں گھر سے بول رہا ہوں۔!"

"اچھا... اچھا... کچھ دیر بعد ملاقات ہو سکے گی۔!" کہہ کر اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

فیاض اسے معنی خیز نظروں سے دیکھتا ہوا اٹھا تھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور کھڑا دیکھتا رہا۔

فیاض مزید کچھ کہے بغیر جا چکا تھا۔



رحمان صاحب کے آفس میں دونوں باپ بیٹی موجود تھے اور اُن کے سامنے میز پر متعدد تصویریں بکھری پڑی تھیں۔ ان میں مقامی لوگوں کی تصویریں بھی تھیں اور افریقہ کے سیاہ باشندوں کی بھی عمران اور جوزف کے بھی چند پوز تھے۔

لسلی ایک ایک کر کے انہیں بغور دیکھ رہی تھی۔ لیکن اپنی درج کرائی ہوئی رپورٹ مطابق کسی کو بھی شناخت نہ کر سکی۔

"بے حد مشکل کام ہے۔!" رحمان صاحب بولے۔ "ہو سکتا ہے ملزم اس وقت تک یہ شہر چھوڑ گئے ہوں۔ لیکن مسٹر پے ٹی شیو! آپ شہر یار چوک کی اس عمارت تک کیسے پہنچے تھے۔؟"

"کسی نے فون پر مطلع کیا تھا کہ لسلی وہاں موجود ہے۔ اس نے اپنا نام نہیں بتایا تھا۔ بہر جب میں پولیس کو لے کر وہاں پہنچا تو لسلی تنہا ملی تھی۔!"

"کیا انہیں پولیس کی آمد کی اطلاع ہو گئی تھی....؟" رحمان صاحب نے لسلی سے پوچھا۔

"نیگرو نے باہر سے آکر کچھ کہا تھا اور پھر دونوں دوسرے دروازے سے فرار ہو گئے تھے لسلی نے جواب دیا۔

"بہر حال! ہم دیکھیں گے کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں۔!" رحمان صاحب نے طویل سانس لے کر کہا۔

پھر انہوں نے تصویریں سمیٹ کر ایک تھیلے میں ڈال دی تھیں۔

"بہت بہت شکریہ۔!" لسلی کا باپ اٹھتا ہوا بولا۔

پھر دونوں رحمان صاحب سے مصافحہ کر کے آفس سے باہر آگئے تھے۔ کمپاؤنڈ میں پہنچ کر ایک لمبی سی کار میں بیٹھے اور کار سڑک پر نکل آئی۔ گلینی خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا اور لسلی اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کرتی پھر رہی ہوں۔!" لسلی تھوڑی دیر بعد بولی۔ "ان تصاویر میں ان دونوں کے کئی پوز موجود تھے۔!"

"جو کچھ کہا جائے خاموشی سے کرتی رہو۔!" گلینی خشک لہجے میں بولا۔

"جب ان پر الزام عائد ہی نہیں کرنا تو پھر اس ڈھکوسلے کی کیا ضرورت تھی....؟"

"کرنل ہی جانے، مجھ سے کچھ نہ پوچھو....!" گلینی نے طویل سانس لے کر کہا۔

"مجھے تو وہ پاگل معلوم ہوتا ہے۔!"

"اپنے کام سے کام رکھو لڑکی۔ کیا میں تمہارا باپ ہوں....؟"

"نہیں....!" لسلی نے طویل سانس لی۔

"تو پھر یا تو میں پاگل ہوں یا تم....!"

"کچھ بھی ہو میں کرنل کے ساتھ کام نہیں کر سکتی۔!"

"تم تو اس طرح کہہ رہی ہو جیسے میں سچ مچ تمہارا باپ ہوں اور تمہیں اس مصیبت سے نجات دلا دوں گا۔!"

"مجھے اس سے نفرت ہے۔!" لسلی جھنجھلا کر بولی۔ "اس سے پہلے جو شخص ہمارا انچارج تھا وہ اتنا سخت گیر اور دیوانہ نہیں تھا۔!"

"خاموش رہو۔ کیا تم یہ چاہتی ہو کہ اندھیرے میں کوئی بہت بڑا کیکڑا تمہاری گردن توڑ دے۔!"

"نن.... نہیں....!" وہ ہکلائی اور پھر روہانسی ہو گئی۔

"بہر حال.... اب تم اس عمارت کا رخ نہیں کرو گی۔ جہاں کرنل مقیم ہے۔!" گلینی نے درشت لہجے میں کہا۔

"میں کب اس کی شکل دیکھنا چاہتی ہوں۔!"

"ابھی ایک بار پھر دورے کی حالت میں تمہیں عمران سے ملنا ہے اور تم پچھلی ساری باتیں

بھول چکی ہو گی۔ کیا سمجھیں۔۔۔۔؟"

"کچھ سمجھنا تو چاہتی ہی نہیں۔ جو کچھ کہا جائے گا کروں گی۔!"

"اب دیا ہے تم نے سمجھداری کا ثبوت۔۔۔۔!"

"فی الحال میں کہاں جارہی ہوں۔۔۔۔؟"

"اب تم مستقل طور پر میرے ہی ساتھ رہو گی۔!"

"غنیمت ہے۔!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "حقیقت یہ ہے کہ اب میں اپنے پیشے سے ؛ ہو گئی ہوں۔!"

"لیکن میں یہ بات تم پر واضح کر دوں کہ غداری کی سزا موت ہے۔!"

"غداری کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں تو باعزت طور پر سبکدوشی چاہتی ہوں۔!"

"ابھی تو تمہارے ریٹائر منٹ میں دو سال باقی ہیں۔!"

لسلی کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر بعد انکی گاڑی ایک بڑی عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تھی گاڑی سے اتر کر وہ عمارت کے نشست کے کمرے میں آئے۔ یہاں ایک آدمی شائد پہلے سے ان کا منتظر تھا۔

وہ اٹھتا ہوا بولا۔ "کرنل مکمل رپورٹ چاہتا ہے۔!"

"رپورٹ ترتیب دینے میں وقت لگے گا۔!" لسلی نے عاجزانہ طور پر کہا۔

"جتنی جلد ممکن ہو۔!" اس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا اور باہر چلا گیا۔

لسلی بے سدھ سی ہو کر ایک صوفے پر گر گئی تھی۔

گلینی اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "کیا تم کچھ پینا پسند کرو گی۔

"ضرور۔۔۔۔!" وہ سر اٹھائے بغیر بولی۔ "میرے اعصاب شکستہ ہو گئے ہیں۔!"

گلینی کمرے سے چلا گیا۔ لسلی جیسے پڑی تھی ویسے ہی پڑی رہی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پیر ہلانے کی سکت بھی اس میں نہ رہی ہو۔

تھوڑی دیر بعد ایک باوردی ملازم شراب کی ٹرے اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

لسلی نے اسے اشارہ کیا تھا کہ وہ خود ہی اس کے لئے ایک گلاس بنا دے۔

ملازم حکم کی تعمیل میں لگ گیا تھا۔۔۔۔ اور لسلی آنکھیں پھاڑے چھت کو گھورے جا رہی تھی

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور ملازم اپنا کام چھوڑ کر فون کی طرف لپکا۔

اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا تھا اور پھر بولا تھا۔"جی ہاں.... جی.... جی ہاں.... موجود ہیں۔!"

اس کے بعد وہ ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھے ہوئے لسلی کی طرف مڑا تھا"آپ کی کال ہے۔!"

"ادھر ہی اٹھالاؤ فون....!"لسلی نے تھکی تھکی سی آواز میں کہا۔

پھر ریسیور کان سے لگاتے ہی بُری طرح چونکی تھی۔ دوسری طرف سے کسی نے کہا تھا۔ "بہت بہت شکریہ۔!"

"کون ہے....؟"اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"وہی جس کی تصویر کی شناخت تم نہ کر سکیں۔!"

"اوہ.... بہت زیادہ باخبر معلوم ہوتے ہو۔ کیا میں نے غلطی کی تھی....؟"

"اس کے بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں.... لیکن یہ ضرور پوچھوں گا کہ ہمارے سلسلے میں غلط رپورٹ درج کرانے کا کیا مطلب تھا....؟"

"مجبوری تھی۔ فون پر نہیں بتا سکتی۔ دوبارہ ملاقات ہونے پر ہی بتاؤں گی۔!"

"کب ہو رہی ہے ملاقات....!"دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جب تم چاہو....!"

"مم.... میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ہر وقت تمہی سے ملاقات رہے۔!"

"میں بھی تم سے بہت متاثر ہوئی ہوں.... لیکن وہ نیگرو نہیں ہو گا تمہارے ساتھ....!"

"کہو تو اسے کسی کنوئیں میں دھکیل دوں....!"

"تمہارا اپنا مسئلہ ہے.... میں کیا کہہ سکتی ہوں۔!"

"تو پھر کہاں ملاقات ہو گی....؟"

"جہاں تم کہو....!"

"آج چھ بجے شام سی سائیڈ ہیون میں۔!"دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے.... میں ملوں گی۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا اور اس دروازے کی طرف دیکھنے لگی جس سے گلینی باہر گیا تھا۔

ملازم نے گلاس پیش کیا اور انسٹرومنٹ کو اٹھا کر پھر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔



سی سائیڈ ہیون کے پھاٹک پر عمران کو بھیڑ نظر آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں کوئی حاد
ہو گیا ہو۔

وہ گاڑی روک کر نیچے اترا۔ بھیڑ کے درمیان لسلی کھڑی نظر آئی جو حیران اور پھٹی پھ
آنکھوں سے ایک ایک کو گھورے جا رہی تھی۔

دفعتاً وہ بولی۔ ''میں کہاں ہوں.... اور تم لوگ کون ہو....؟''

''کیا قصہ ہے....؟'' عمران نے ایک آدمی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا۔

''پتہ نہیں.... اسے کیا ہو گیا ہے۔!'' جواب ملا۔ ''اچھی بھلی گاڑی سے اتری تھی اور ؛
ٹھٹھک کر رہ گئی تھی۔ قریب سے گذرنے والے ایک آدمی کو روک کر اس نے یہی سوال کیا تھا
آپ ابھی سن چکے ہیں۔!''

''خدا اس پر رحم کرے۔!'' عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ''میرے پڑوسی کی بیٹی ہے۔ ا
پر خود فراموشی کے دورے پڑتے ہیں۔!''

پھر وہ آگے بڑھا اور اس کا بازو پکڑ کر بولا۔ ''لسلی.... لسلی.... تم یہاں کیا کر رہی ہو۔!''

اس نے اسے اطالوی میں مخاطب کیا تھا اور دوسرے لوگ اُسے حیرت سے دیکھنے لگے تھے۔

''اس کی مادری زبان اطالوی ہے۔!'' عمران نے مجمع کی طرف مڑ کر کہا۔ کوئی کچھ نہ بولا۔

لسلی خاموش کھڑی اسے دیکھے جا رہی تھی۔ وہ اس کا بازو پکڑے ہوئے اسے سی سائیڈ ہیون
طرف لے چلا۔

لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ دفعتاً لسلی آہستہ سے بولی۔ ''مجھے اپنے گھر لے چلو میں ہوش میں ہو
تمہیں پہچانتی ہوں۔ تم وہی ہو جس نے پچھلی رات مجھے۔!''

جملہ پورا کئے بغیر وہ خاموش ہو گئی۔

''اپنی گاڑی پر آئی ہو۔!'' عمران نے پوچھا۔

''نہیں ٹیکسی سے۔!''

''گھر چل کر کیا کرو گی۔ گھر پر تو کل ہی پولیس کا ریڈ ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے نگر
شروع کر دی ہو۔!''

''تو پھر جہاں دل چاہے چلو.... لیکن کسی ایسی جگہ جہاں ہماری گفتگو کوئی نہ سن سکے۔!''

"تب تو اس کے لئے کوئی کھلا میدان ہی مناسب رہے گا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"جیسا تم مناسب سمجھو....!"

"واہ.... کیا بات سوجھی ہے۔ سمندر تو میدان سے بھی زیادہ سود مند ثابت ہوگا۔"

"کیا تم میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو....؟"

"ہرگز نہیں.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ساحل پر میری موٹر بوٹ موجود ہے۔!"

"انجن کے شور سے گفتگو نہ ہوسکے گی۔!"

"چلو....!" عمران اس کا بازو پکڑ کر پھاٹک کی طرف موڑتا ہوا بولا۔"اس کا چیمبر ساؤنڈ پروف اور ایئر کنڈیشنڈ ہے۔!"

پھاٹک سے گذر کر وہ ساحل کے اس حصے کی طرف بڑھنے لگا جہاں پرائیویٹ کشتیاں لنگر انداز ہوتی تھیں۔

"خیال رکھو.... کوئی ہمارے پیچھے تو نہیں آرہا۔!" سلمیٰ بولی۔

"یہ ایک بڑی تفریح گاہ ہے۔ بے شمار لوگ ہیں۔ آخر تم کس سے خائف ہو....؟"

"کشتی کہاں ہے تمہاری....!"

"بس.... قریب ہی ہے۔!"

دس منٹ بعد موٹر بوٹ ساحل چھوڑ رہی تھی۔ سلمیٰ نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم نے مجھ پر اعتماد کیسے کر لیا۔ جبکہ پچھلی رات میری ہی وجہ سے دشواریوں میں پڑتے پڑتے بچے تھے۔!"

"تمہاری آج والی شرافت سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ ظاہر ہے کہ تمہارے باپ نے تو مجھے دیکھا نہیں تھا۔ اگر تم میری تصویر شناخت کر لیتیں تو کم از کم میرا باپ تو مجھے ہرگز زندہ نہ چھوڑتا۔!"

"تمہارا باپ....!"

"ہاں.... وہی جس نے تمہارے سامنے تصاویر رکھی تھیں۔!"

"ڈائریکٹر جنرل....!"

"ہاں.... وہی....!"

"میرے لئے یہ ایک دلچسپ اطلاع ہے۔!"

"اس قصے کو ختم کرو.... اصلی بات کیا تھی....؟" عمران بولا۔

"اصل بات یہ ہے کہ میں تم پر مسلط کی گئی ہوں۔!"

"خدا کی طرف سے۔!" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔!

"مذاق نہ اڑاؤ.... سنجیدگی سے سنو، جولیانا فٹنر واٹر نے تم پر شبہ ظاہر کیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تم ہی ایکس ٹو ہو۔!"

عمران کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔

"میں نہیں سمجھا....؟"

"ایکس ٹو کے کسی بیرونی ایجنٹ نے اسے ڈبل کراس کیا ہے۔!"

"میں بالکل نہیں سمجھ سکا کہ تم کیا کہہ رہی ہو....؟"

"جولیا اب بھی ان کے قبضے میں ہے اور تنویر کو غالباً چھوڑ دیا گیا ہے۔ کیا یہ دونوں ایکس ٹو کی ٹیم کے ممبر نہیں ہیں....؟"

"بالکل ہیں....!"

"اور تم....؟"

"میں باقاعدہ ممبر نہیں ہوں۔ مناسب اجرت پر کام کرتا ہوں۔!"

بہر حال تنویر اور جولیا نے سب کچھ اگل دیا ہے۔ اگلوانے کے طریق کار کی بناء پر تنویر کی یادداشت ایک ماہ سے قبل واپس نہیں آسکے گی۔!"

"اسکی حالت اچھی نہیں ہے۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے گونگا ہو گیا ہو۔ کیا تم اس طریق کار پر بھی کچھ روشنی ڈالو گی جس نے اسے اس حال کو پہنچایا ہے۔!

"ایک مشینی عمل کے ذریعے قوتِ ارادی کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے۔ مشینی عمل کی ابتدا کرنے سے قبل معمول سے اس طرح کی گفتگو کی جاتی ہے کہ وہ ذہنی الجھن کا شکار ہو جائے۔ پھر مشین اس کی قوت ارادی سلب کر لیتی ہے اور وہ ہر سوال کا جواب بالکل صحیح دیتا ہے۔ جواب کی تصدیق کمپیوٹر کرتا ہے جو اُس مشین سے اٹیچ کر دیا گیا ہے۔!"

"خدا کی پناہ.... لیکن تم نے کیوں سچ بولنا شروع کر دیا۔!"

"مم.... میں....!" وہ ہکلا کر رہ گئی۔

عمران نے قہقہہ لگایا۔ بالکل ایسے ہی انداز میں جیسے اس کہانی پر یقین نہ آیا ہو۔

"سنو....!" لسلی جھنجھلا کر بولی۔ "اگر یقین نہ کرو گے تو خود ہی جہنم رسید ہو جاؤ گے۔ میرا کیا جاتا ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

موٹر بوٹ جزیروں کے آس پاس ہی تیر رہی تھی جہاں بڑی بڑی لہریں نہیں اٹھتیں۔!

اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ دفعتاً وہ خوف زدہ لہجے میں بولی۔ "واپس چلو۔!"

"کیوں کوئی خاص بات....؟"

"مجھے دھیان نہیں رہا تھا.... ہمیں سمندر سے دور ہی رہنا چاہئے تھا۔!"

"کیوں....؟"

"کک.... کیکڑا....؟"

"میں نہیں سمجھا.... تم کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"وہ خوفناک کیکڑا.... تم کچھ بھی تو نہیں جانتے۔!"

"کیکڑوں پر اتھارٹی ہوں۔!" عمران بُرا مان کر بولا۔

"اوہ.... کچھ نہیں۔!" وہ خوف زدہ سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"میرے ایک دوست نے بھی کسی کیکڑے کا ذکر کیا تھا۔!"

"کس دوست نے....!"

"کیا تم سبھوں سے واقف ہو....؟"

"کم از کم نام تو سبھی کے جانتی ہوں۔ کہو تو سنا چلوں.... اچھا تو سنو تنویر جولیا، صفدر، چوہان، صدیقی، نعمانی، خاور، ظفر الملک اور جیمسن۔!"

"خدا کی پناہ....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر منہ چلانے لگا۔

"اب بتاؤ کہ کیکڑے سے کس کا سابقہ پڑا تھا۔!"

"صفدر کا.... لیکن وہ ابھی زندہ ہے۔!"

"کیکڑے زہریلے تو نہیں ہوتے۔!" وہ ہذیانی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "لیکن پنجوں میں جکڑ کر گلا ضرور گھونٹ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اتنے ہی بڑے ہوں۔ جتنا بڑا وہ کیکڑا ہے۔!"

"کس محلے میں رہتا ہے۔ کچھ اتا پتا بھی تو بتاؤ۔!"

"ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا....!"

"آخر تم لوگ ہو کیا بلا....؟"

"بین الاقوامی خیر اندیش....!"

"تمہاری باتوں سے مجھے کچھ کچھ نشہ سا ہو چلا ہے۔ کہیں تم انگور کی بیٹی تو نہیں....؟"

"کیا میں خوبصورت ہوں....؟"

"بہت زیادہ.... کم از کم میں نے تو آج تک ایسی عورت نہیں دیکھی۔!"

"جولیا تمہیں چاہتی ہے۔!"

"آخاہ.... تو کیا وہ مشین میری بھی ہمدرد نکلی....!"

"تم سے متعلق بہت زیادہ گفتگو ہوئی تھی اور جولیا نے شبہ ظاہر کیا تھا کہ تم ہی ایکس ٹو ہو سکتے ہو۔!"

"میں تو ایڈورڈ ہفتم بھی ہو سکتا ہوں۔ اب تم صرف اپنے بارے میں گفتگو کرو۔ جولیا سے مجھے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں۔ میں اس کی طرح تنخواہ دار نہیں ہوں۔!"

"میں جو کچھ بھی کر رہی ہوں اس سے مجھے سخت نفرت ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہاں ہم سب گرفتار ہو جائیں اور تم صرف مجھے سرکاری گواہ بنا کر رہائی دلا دو اور کوشش کرو کہ مجھے بھی یہیں کی شہریت مل جائے۔ میں بنیادی طور پر ایک جرنلسٹ ہوں۔ ابتداء میں مالی مشکلات نے مجھے گھیرا تھا اور میں ان لوگوں کے چنگل میں پڑ گئی تھی۔"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ جو کچھ بھی ممکن ہو گا تمہارے لئے کروں گا۔ لیکن تمہارا باپ ز فرسٹ سیکریٹری ہے۔!"

"گلینی میرا باپ صرف میرے جعلی کاغذات میں ہے۔ ورنہ آج سے چند ماہ پیشتر میں نے اس کا نام تک نہیں سنا تھا۔!"

"اوہو.... میں سمجھا واقعی تم دشواریوں میں ہو۔!"

"وہ ایکس ٹو کو تلاش کر کے مار ڈالنا چاہتے ہیں۔!"

"ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے ایکس ٹو سمجھ کر مار ڈالیں۔ لیکن یہ تو بڑی زیادتی ہو گی۔!"

"ایک ایک کر کے تمہارے ساتھیوں کے بیانات لئے جائیں گے اور جب تمہارے خلاف زیادہ تر شبہ ظاہر کیا جائے گا تو پھر شائد یہی ہو۔!"

"کیا تنویر نے بھی میرے ہی خلاف شبہ ظاہر کیا تھا....!"

"نہیں اس کے بیان کے مطابق تم لوگوں میں سے کوئی بھی ایکس ٹو نہیں ہو سکتا۔!"

"حتب تو اس چاہنے والی کو خدا غارت کرے۔!" عمران دانت پیس کر بولا اور لسلی ہنس پڑی۔

"اب تم مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھی کہاں مقیم ہیں اور تمہارا سرغنہ کون ہے....؟"

"مجھے صرف ایک عمارت کا علم ہے۔ جہاں ہمارا انچارج کرنل ہوریشیو رہتا ہے۔ وہیں وہ مشین بھی ہے جو اعترافات کی تصدیق کرتی ہے۔!"

"اگر انہیں تمہاری اس حرکت کا علم ہو جائے تو....؟"

"ماڑالی جاؤں گی۔ لیکن اب مجھے رہنا ہے تمہارے ساتھ ہی۔ یہ بھی انکی اسکیم میں شامل ہے۔ مجھے حکم ملا ہے کہ جسطرح بھی ممکن ہو تمہارے گلے پڑ جاؤں۔ بقیہ ہدایات بعد میں ملیں گی۔!"

"اچھا تو اسی لئے تم نے میری ہمدردی کا ڈھونگ رچایا ہے۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چلو فی الحال یہی سمجھ لو۔ تمہارا کیا بگڑتا ہے۔ لیکن میں نے تم سے جو کچھ بھی کہا ہے اس میں ذرہ برابر بھی جھوٹ شامل نہیں ہے۔ اگر زندہ رہے تو خود دیکھ لوگے۔ ویسے کرنل تمہیں اس ٹیم کا سب سے خطرناک آدمی سمجھتا ہے۔!"

"حالانکہ مجھ سے زیادہ احمق آدمی شائد روئے زمین پر کوئی دوسرا نہیں ملے گا کہ خواہ مخواہ ایکس ٹو کے جال میں پھنس گیا ہوں۔ اب اسی واقعے کو لے لو۔ جس سے اس مصیبت کی ابتداء ہوئی تھی۔!"

"غالباً تمہارا اشارہ بریف کیس کی طرف ہے۔!"

"تم جانتی ہو....؟" عمران متحیرانہ انداز میں چیخا۔

"کیوں نہیں....!"

"تم خوش قسمت ہو کہ اپنے معاملات سے اس حد تک باخبر ہو۔ ہمیں تو کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ مثال کے طور پر جولیا کے توسط سے ہدایت ملی تھی کہ ہم دونوں کو ایکرونے میں بیٹھ کر ایک مخصوص وقت میں جھگڑا کرنا ہے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہاں تنویر بھی موجود ہے۔ بعد میں صفدر سے معلوم ہوا کہ وہیں اسے کسی کا بریف کیس چھیننا تھا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ جھگڑا اس لئے کرنا ہے کہ ہنگامے کے دوران میں صفدر کسی نامعلوم آدمی کا بریف کیس جھپٹ لے جائے۔!"

"کمال ہے....! تمہیں اس حد تک بے خبر رکھا جاتا ہے۔!" وہ حیرت سے بولی۔

"صفدر نے بھی اس لئے ظاہر کر دیا کہ اس پر کسی بہت بڑے کیکڑے نے حملہ کیا تھا۔ اس طرح وہ بریف کیس اس کے ہاتھ سے بھی نکل گیا۔

لسلی ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ "دراصل اسی بریف کیس کی وجہ سے تم سب روشنی میں آئے ہو۔ ورنہ ہم ایکس ٹو کے متعلقین کو کیسے جان سکتے۔!"

"اچھا تو یہ بات ہے.... گویا تمہیں علم تھا کہ بریف کیس چھینا جائے گا۔!"

"قطعی علم تھا۔ ورنہ ہم تم لوگوں کی تاک میں کیوں رہتے۔!"

"گردن کٹوائے گا یہ ایکس ٹو کسی دن....!"

"تم کیوں کرتے ہو اس کے لئے کام.... کوئی اور پیشہ اختیار کرو....!"

"نہیں کرنے دیتا۔ وہ تو اندھیرے کا تیر ہے۔ اگر کسی کام سے انکار کر دیتا ہوں تو راہ چلتے سر پر غیبی چپتیں نازل ہوتی ہیں۔ ایک بار کا ذکر ہے میں نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ رات کو اچھا خاصا اپنے فلیٹ میں سویا۔ لیکن صبح آنکھ کھلی تو ایک غلیظ اور متعفن ڈسٹ بن میں پڑا ہوا تھا اور جسم پر صرف ایک انڈر ویئر تھا۔!"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو....؟"

"یقین کرو.... وہ اپنے ماتحتوں کو بھی ایسی ہی سزائیں دیتا ہے۔!"

"تب تو کرنل ہوریشیو کو دانتوں پسینہ آ جائے گا۔!" وہ ہنس پڑی۔

"لیکن ہم اپنی شامتوں کو کس خانے میں فٹ کریں۔!"

"سنو....! اسی طرح وہ کیکڑا ہم پر نازل ہوتا ہے۔ اگر ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔ اس پر فائر کرو تو گولیاں اچٹ جاتی ہیں اور وہ اپنے شکار کا گلا گھونٹ دیتا ہے۔!"

"ہم دونوں ہی مظلوم ہیں۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اس لئے ہمیں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہئے۔!"

"میں تیار ہوں.... تم نے غالباً ابھی بین الاقوامی خیر اندیشوں کا تذکرہ کیا تھا۔!"

"ہاں.... ہمارے ادارے کا یہی نام ہے۔ ہیڈ آفس جنیوا میں ہے اور بظاہر ہم بین الاقوامی تجارتی گھپلوں کی چھان بین کرتے ہیں۔ ایک ایسی پرائیویٹ سراغ رسانی ایجنسی سمجھ لو جسے معقول معاوضے پر کسی بھی ملک کا کوئی تاجر اپنے لئے کام کرنے پر آمادہ کر سکتا ہے۔!"

"سمجھ گیا.... لیکن حقیقتاً بزنس کچھ اور ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اصل بزنس یہ ہے مسٹر عمران کہ ہم ایک ملک کے سرکاری راز چرا کر کسی دوسرے ملک کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ لیکن تمہارے اس ایکس ٹو کی وجہ سے ہمارے کئی بڑے سودے

خراب ہوگئے۔!"

"اف... فوہ... اب سمجھ میں آئی بات... اسی لئے وہ اسے تلاش کر کے ختم کر دینا چاہتے ہیں۔!"

"تم ٹھیک سمجھے۔!"

"میں بھی ایکس ٹو سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔!"

"تب تو مجھ سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔!"

"کیا مطلب....؟" عمران چونک پڑا۔

"ایسی صورت میں تم میری مدد کس طرح کر سکو گے۔!"

"یقین کرو.... میں بھی چاہتا ہوں کہ کسی طرح ایکس ٹو کی گردن کٹ جائے۔!"

"واپس چلو.... میں نے خواہ مخواہ اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنے کی کوشش کی تھی۔!"

"بہت زیادہ عقل مند بننے کی کوشش نہ کرو۔ تمہارا کرنل جو مجھے ٹیم کا سب سے زیادہ خطرناک آدمی قرار دیتا ہے۔ میری باتوں پر یقین کیوں کرنے لگا۔!"

"پھر بھی تمہاری اس بات سے مایوسی ہوئی ہے۔!"

"اسکے باوجود بھی میں اس عمارت کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں وہ مشین نصب ہے۔!"

"اب تم میری گردن کٹوانے کے امکانات پر غور کر رہے ہو۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"اگر انہوں نے محسوس کر لیا کہ تم میں سے کوئی اس عمارت کی طرف متوجہ ہو گیا تو پھر میری خیر نہیں۔!"

"فکر نہ کرو.... ہم بھی اناڑی نہیں ہیں۔!"

وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر عمران کو اس عمارت کا محل وقوع بتانے لگی۔

"یہ کرنل ہوریشیو کس قسم کا آدمی ہے اور یہاں اپنی موجودگی کا کیا جواز رکھتا ہے۔!"

"میں صرف اپنے بارے میں جانتی ہوں کہ گلینی کی بیٹی بن کر یہاں آئی ہوں۔"

"خیر.... خیر.... اسے بھی دیکھ لیں گے۔!"

"اگر تمہیں دیکھنے کی مہلت مل سکی تو ضرور دیکھ لو گے۔!"



کرنل ہوریشیو نے میز پر رکھے ہوئے انسٹرومنٹ کا ایک بٹن دبایا اور ماؤتھ پیس میں بولا۔

"پیٹر سن کو بھیج دو.....!"

ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ پھر آرام کرسی پر نیم دراز ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک قوی ہیکل آدمی کمرے میں داخل ہو کر ایک جانب کھڑا ہو گیا۔

"آج کی رپورٹ.....!" کرنل اس کی طرف دیکھے بغیر بولا۔

"عمران کے علاوہ اور سب غائب ہو گئے ہیں کرنل۔!" پیٹر سن نے کہا۔

"سب کچھ توقعات کے مطابق ہو رہا ہے۔ تنویر کو اسی لئے چھوڑ دیا گیا تھا اس کی کیفیت دیکھنے کے بعد انہیں انڈر گراؤنڈ ہی ہونا تھا لیکن لسلی عمران کو غائب نہیں ہونے دے گی۔ وہ دونوں اب کہاں ہیں....؟"

"روکس بے کے ایک ہٹ میں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے عمران وہیں مقیم رہنا چاہتا ہو۔ دو دن سے اپنے فلیٹ کی شکل نہیں دیکھی۔!"

"اُن دونوں پر کڑی نظر رکھو.....!"

"ایک خبر اور ہے کرنل.....!" پیٹر سن اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ کرنل اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ شاذ و نادر ہی مخاطب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا تھا۔

"کیسی خبر.....!" اس بار اُس نے پیٹر سن کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"لسلی اکتاہٹ کا شکار ہو گئی ہے۔ اس لئے اس کا علاج ضروری ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....؟"

"وہ گلینی سے کہہ رہی تھی کہ اسے اپنے پیشے سے نفرت ہو گئی ہے۔!"

"اُوہ....!" کرنل سفاک سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "میرے لئے نئی بات نہیں ہے۔ جلد یا بدیر ہر شخص اپنے پیشے سے متنفر ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر پیشہ منفعت بخش ہو تو اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔!"

"عورتوں کی قوتِ فیصلہ عموماً ڈانواڈول رہتی ہے۔ کرنل... لسلی ہم سے غداری بھی کر سکتی ہے۔!"

"اس قسم کے اوہام میں نہ پڑو.... اگر اس نے غداری کی تو خود بھگتے گی۔!"

"لیکن کرنل کیا عمران اس پر اعتماد کرلے گا۔ وہ جن حالات کے تحت عمران تک پہنچی ہے ان کا تقاضا تو یہی ہونا چاہئے کہ عمران اس سے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جائے۔!"

"یہ ساری باتیں میرے سوچنے کی ہیں۔ تم لوگ صرف اپنے کام سے کام رکھو۔ جولیا کا کیا

حال ہے....؟"

"اب تو ہوش میں ہے اور ہمیں طرح طرح کی دھمکیاں دیتی رہتی ہے۔!"

"اسے یہاں لاؤ....!"

"بہت بہتر کرنل....!" پیٹرسن نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

کرنل نے انسٹرومنٹ کا ایک اور پش بٹن دبایا اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "ٹیپ ریکارڈر جولیانا کے ٹیپ سمیت پہنچادو۔!"

"او کے کرنل....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ پھر آرام کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جولیا اور طلب کیا ہوا ٹیپ ریکارڈر دونوں ساتھ ہی پہنچے تھے۔

"بیٹھ جاؤ....!" کرنل نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

جولیا نے بڑی لاپرواہی سے اس مشورے پر عمل کیا تھا۔ پیٹرسن میز پر رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈ کے قریب کھڑا رہا۔

کرنل خاموشی سے جولیا کی طرف دیکھے جارہا تھا۔ لیکن وہ خود کہیں اور دیکھ رہی تھی۔

"ان احمقوں کیلئے کام کرنے سے تمہیں کتنی آمدنی ہو جاتی ہوگی۔" دفعتاً کرنل نے سوال کیا۔

"میں ذاتی معاملات کو زیرِ بحث لانا پسند نہیں کرتی۔!" جولیا نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"غالباً تم پھر اسی کرسی پر بیٹھنا چاہتی ہو....؟"

"نن.... نہیں....!" اچانک جولیا کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آنے لگے۔

"تو پھر آدمیوں کی طرح گفتگو کرو....!"

"مم.... معقول آمدنی ہو جاتی ہے۔!"

"عمران کو کس حد تک چاہتی ہو....؟"

"یہ قطعی غیر متعلق سوال ہے۔!"

"نہیں.... یہ بے حد ضروری سوال ہے۔!"

"قصہ بریف کیس سے شروع ہوا تھا عمران سے نہیں۔!" جولیا تھوک نگل کر بولی۔

"تم اعتراف کر چکی ہو کہ عمران کو چاہتی ہو....!"

"میں نے ایسی کوئی بات نہ کہی ہوگی۔!"

"پیٹر سن.....!" کرنل نے ٹیپ ریکارڈر کی طرف اشارہ کیا۔

اور پیٹر سن نے ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آن کر دیا۔

جولیا اور اس سے سوال کرنے والے کی آوازیں کمرے میں گونجنے لگیں۔ جولیا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ زبان خشک ہو کر تالو سے جا لگی۔ دل کھوپڑی میں دھڑکنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پھر پہلے ہی کا سا سناٹا چھا گیا۔ پھر کرنل طنزیہ لہجے میں بولا۔ "اب کیا خیال ہے؟

"میں ہوش میں نہ رہی ہوں گی۔!" جولیا نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"تم ایسی ذہنی کیفیت سے گذر رہی تھیں کہ جھوٹ بولنا ممکن نہیں ہوتا۔!"

"اچھا.... تو پھر....؟" جولیا کو شدت سے غصہ آ گیا تھا۔

"تم میری ہموطن ہو اس لئے میں تمہیں کسی فریب کا شکار نہیں ہونے دوں گا۔!"

"شکریہ.... مجھے ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔!"

"مجھے تمہاری اس بات پر غصہ نہیں آئے گا۔!" کرنل نے سپاٹ آواز مین کہا۔ "کیونکہ واقعی قابل رحم حالت میں ہو۔!"

"وہ کس طرح....؟"

"لاعلمی قابل رحم ہی حالت کہلاتی ہے۔!"

"میں اب بھی نہیں سمجھی....؟"

"عمران کے بارے میں تم کچھ نہیں جانتیں.... وہ روکس بے کے ایک ہٹ میں اس وقت بھی کسی لڑکی کے ساتھ موجود ہے۔!"

"تو پھر میں کیا کروں....؟"

"پیٹر سن.... اس ہٹ کا نمبر بتاؤ....!" کرنل نے چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اٹھانوے کرنل....!" پیٹر سن نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے۔!" جولیا خشک لہجے میں بولی۔

"تو تمہیں اس پر تشویش نہیں ہے۔!"

"ہرگز نہیں....!"

"کیا اس لئے کہ تم اسے ایکس ٹو سمجھتی ہو....؟"

"وہ ایکس ٹو نہیں ہو سکتا۔!"

"تم اعتراف کر چکی ہو کہ تمہیں اس پر ایکس ٹو ہونے کا شبہ ہے۔!"

"یقین تو نہیں ہے۔!"

"شبے کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ آخر تمہیں کس بناء پر شبہ ہوا تھا....؟"

"اس لئے کہ وہ دوسروں کی طرح تنخواہ دار نہیں ہے۔!"

"کچھ لوگ قطعی طور پر پابند ہونا پسند نہیں کرتے۔ وہ پولیس کیلئے بھی تو کام کرتا رہتا ہے۔!"

"بہر حال....! میرے شبے کی یہی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ اپنی متلون مزاجی کی بناء پر کسی ذمہ دارانہ عہدے کا اہل نہیں ہے۔!"

"ہو سکتا ہے یہ متلون مزاجی بھی محض دکھاوا ہو۔!" کرنل نے کہا۔

"مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔!" جولیا نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے تو ہے سروکار.... تم میری ہموطن ہو۔!"

"میں یہاں کی شہریت لے چکی ہوں اور اب یہی میرا وطن ہے اور پھر تمہیں مجھ سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ میں تو قیدی ہوں۔!"

"ہرگز نہیں.... تھوڑی دیر بعد تم خود کو اپنے بنگلے میں پاؤ گی۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔

کرنل نے پیٹرسن کو اشارہ کیا.... اور وہ جولیا کو ساتھ لے کر کمرے سے چلا گیا۔



وہ دونوں بچوں کی طرح ساحل پر دوڑ لگا رہے تھے۔ لسلی اس پر ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ وہ اس سے زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتا۔

اور پھر عمران نے اسے تسلیم بھی کر لیا۔ تھک ہار کر ایک جگہ ریت پر آمنے سامنے اوندھے لیٹ گئے۔

"تم واقعی بہت زندہ دل آدمی ہو۔!" لسلی ہانپتی ہوئی بولی۔

"لیکن تمہاری طرح ہانپ نہیں رہا ہوں۔!"

"واقعی.... مجھے اس پر حیرت ہے۔!"

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر عمران نے اس کے لاکٹ کو چھوتے ہوئے کہا۔ جو اس کے چہرے کے قریب ریت پر پڑا ہوا تھا۔

"تم نے تیراکی کے لباس میں بھی اسکا پیچھا نہیں چھوڑا... اگر تیرتے وقت ضائع ہو جاتا تو؟"

"نہیں....! میں خصوصیت سے اس کی حفاظت کرتی ہوں۔!"

"کوئی خاندانی یادگار ہے....؟"

"نہیں.... یہ ہمیں اُس مافوق الفطرت کیکڑے سے بچائے رکھتا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....؟"

"ادارے کے ہر فرد کے پاس ایسا ایک لاکٹ ہر وقت موجود رہتا ہے۔!"

"کیکڑے کے حملے سے محفوظ رہنے کے لئے۔!" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... یہی بات ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ کیکڑا ریڈیائی لہروں سے کنٹرول کیا جاتا ہے او ایسے لوگوں پر حملہ آور نہیں ہوتا جن کے پاس لاکٹ موجود ہوں۔!"

"ہو سکتا ہے.... تمہارا خیال درست ہو....!"

"میں یقین کے ساتھ یہ بات کہہ سکتی ہوں۔ ہمیں یہی بتایا گیا ہے۔ وہ اپنے قریب پا۔ جانے والے ہر جاندار پر حملہ کر سکتا ہے۔ علاوہ انکے جو اس قسم کا لاکٹ اپنے پاس رکھتے ہوں۔!"

"تو تمہاری ٹیم کے ہر فرد کے پاس اس قسم کا لاکٹ ہوتا ہے....؟"

"لازماً....!" لسلی سر ہلا کر بولی۔

"اچھا اب ہمیں واپس چلنا چاہئے۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "لیکن مجھے حیرت ہے کہ اس دن میری موٹر بوٹ پر اس لاکٹ کی موجودگی میں بھی اس کیکڑے سے خائف تھیں۔!"

"تمہارے لئے خائف تھی....!"

"کیا اس وقت میرے لئے خائف نہیں ہو....؟"

وہ اسے گھورتی ہوئی اٹھی اور سخت لہجے میں بولی۔ "کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے؟"

"یہ خیال کیوں کر پیدا ہوا....!"

"تم اسی طرح کے سوالات کر رہے ہو۔!"

"اچھی بات ہے.... اب ارتھمیٹک کے سوال کروں گا۔ ایک اور ایک دو، دو بھی ہوتے ہیں اور تین بھی ہوتے ہیں۔!"

"خاموش رہو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "میرا اندازہ ہے کہ تم بکواس کرنے کے علاوہ او کچھ بھی نہیں کر سکتے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ انہوں نے بیدنگ گاؤن پہنے تھے اور ہٹ کی طرف چل پڑے تھے۔

"مجھے تو ذرہ برابر بھی خطرناک نہیں معلوم ہوتے۔ کرنل کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا ہے۔!" سلمیٰ کچھ دیر بعد بولی۔

"بے حد شریف آدمی ہوں....!"

"اتنے شریف کہ بس کیا بتاؤں....!" وہ جھنجھلا گئی۔

"کیا میری شرافت سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچی ہے....؟"

وہ کچھ نہ بولی۔ اس کی پیشانی پر ناگواری کی شکنیں تھیں۔ ہٹ کے قریب پہنچے تو دروازہ کھلا ہوا نظر آیا۔

"کیا تم نے دروازہ مقفل نہیں کیا تھا....؟" سلمیٰ نے مڑ کر پوچھا۔

"دروازہ تو مقفل کیا تھا، مجھے اچھی طرح یاد ہے۔!"

وہ جہاں تھے وہیں رک گئے۔ پھر دفعتاً سلمیٰ کے حلق سے تحیر زدہ سی آواز نکلی تھی۔

جولیا دروازے میں کھڑی انہیں قہر آلود نظروں سے گھورے جا رہی تھی۔

"ارے باپ رے۔!" عمران نے اس بار اردو کو نوازتے ہوئے دوسری طرف چھلانگ لگائی اور اس طرح دوڑتا چلا گیا جیسے ملک الموت پیچھا کر رہا ہو۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ اُن کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

"تو یہ تم ہو....!" جولیا نے زہریلے لہجے میں سلمیٰ کو مخاطب کیا جو مڑ کر عمران کو بھاگتے دیکھ رہی تھی۔ غالباً یہ حیرت زدگی ہی کا عالم تھا۔ جس نے خود اس کے قدم روک لئے تھے۔

وہ جھلا کر پلٹی۔ "ہاں.... میں ہوں.... تو پھر....؟"

جولیا دانت پیستی ہوئی اس کے قریب آ پہنچی تھی۔

"تم اسے کب سے جانتی ہو....؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"تمہیں اس سے کیا سروکار....؟" سلمیٰ کا لہجہ بہت بُرا تھا اور اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

"مجھے نہیں یاد پڑتا کہ کبھی میرے ساتھ تمہاری اور اس کی ملاقات ہوئی ہو۔!" جولیا نے کہا۔ خود اُس نے کسی حد تک اپنی حالت پر قابو پالیا تھا۔

"کیا اس شہر میں میرے سارے جاننے والے تمہاری ہی وساطت سے جاننے والے بنے تھے۔!" سلمیٰ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"تو پھر وہ اس طرح بھاگ کیوں گیا....؟" جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

"جہنم میں جائے۔!" لسلی پیر پٹخ کر بولی۔ "اس میں رکھا ہی کیا ہے۔ ہم نے دو راتیں اس ہر
میں اجنبیوں کی طرح بسر کی ہیں۔ مجھے تو وہ خود بھی عورت معلوم ہوتا ہے۔!"

جولیا نے قہقہہ لگایا۔

"خاموش رہو.....!" لسلی بپھر گئی۔

"وہ یوروپین مردوں کیطرح کتا نہیں ہے۔!" جولیا نے لسلی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہ

"خاموش رہو.....!" لسلی مٹھیاں بھینچ کر چیخی۔

"غصہ تھوک دو اور میرے ساتھ اندر چلو..... کیا تمہارے باپ کو معلوم ہے کہ تم یہ
ہو؟ میری دانست میں وہ مقامی آدمیوں کو پسند نہیں کرتا۔!"

لسلی کا یہ رویہ فوری اشتعال کا نتیجہ تھا اور وہ کسی نہ کسی طرح نارمل ہو جانا چاہتی تھی۔ ا
جولیا کے اس جملے نے اسے خاصا سہارا دیا۔ اب اسے ہچکچاہٹ کے بغیر اپنے رویے میں تبد
کر لینے کا جواز مل گیا تھا۔

وہ خوف زدگی کی اداکاری کرتے ہوئے بولی۔ "نہیں..... وہ نہیں جانتے! پلیز جولیانا.
انہیں اس کا علم نہ ہونے پائے۔!"

"اس صورت میں تمہیں آدمیوں کی طرح گفتگو کرنی ہوگی۔!"

"اپنے رویے پر میں نادم ہوں۔!" لسلی گلوگیر آواز میں بولی۔

"چلو اندر چلو.....!" جولیانا نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

لسلی لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھی۔

"میں نے تم سے اتنا ہی پوچھا تھا کہ تم اسے کب سے جانتی ہو۔ لیکن تم نہ جانے کیوں آ
سے باہر ہو گئیں۔!" جولیا نے کہا۔

"مجھے ندامت ہے۔!"

"خیر چھوڑو..... وہ ابھی گھوم پھر کر واپس آجائے گا۔ کیونکہ اس کے جسم پر صرف بد
گاؤن ہے۔!"

لسلی کچھ نہ بولی۔ اُس کی آنکھیں کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔

وہ دونوں بید کی کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ جولیا اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہی تھ
لسلی کا سر جھکا ہوا تھا۔

"کیا اسے علم ہے کہ ہم ایک دوسرے کی شناسا ہیں.....؟" جولیا نے دفعتاً سوال کیا۔

"ہاں....!" لسلی سر اٹھائے بغیر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "ہماری ملاقات تمہارے ہی بنگلے میں ہوئی تھی۔!"

"مجھے تو یاد نہیں پڑتا۔!"

"یہ اس رات کی بات ہے جب تم غائب ہوگئی تھیں۔!" لسلی نے کہا اور وہی قصہ دہرانے لگی جو پہلے پہل عمران کو بھی سنا چکی تھی۔

"مجھے حیرت ہے کہ تمہیں اس کی کیوں سوجھی تھی۔!" جولیا نے کہا۔

"بس حماقت.... اور پھر مجھ پر بہت جلد جلد خود فراموشی کے کئی دورے بھی پڑے تھے۔ تم تو جانتی ہی ہو کہ میں اس مرض میں مبتلا ہوں۔!"

"تم نے پہلے کبھی نہیں بتایا....؟"

"ہو سکتا ہے۔!" اس نے رواداری میں کہا پھر جولیا کو گھورتی ہوئی بولی۔ "لیکن تم کہاں غائب ہوگئی تھیں....؟"

"میں نے بھی اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ مذاق کیا تھا....؟"

لسلی نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"یعنی.... تمہیں کوئی اٹھا کر نہیں لے گیا تھا....؟"

"بھلا اٹھالے جانے کا خیال کیسے آیا تمہیں۔!" جولیا اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"مم.... میں نے کہا تھا....!" دروازے کی طرف سے عمران کی آواز آئی۔

"کیوں کہا تھا....؟" جولیا جھنجھلا کر اٹھتی ہوئی بولی۔

عمران کسی سعادت مند بچے کی طرح مؤدب کھڑا تھا۔

"اس نے بتایا تھا.... جو اس وقت موجود تھا تمہارے پاس....!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کہہ رہا ہے کہ تمہیں کوئی کیکڑا اٹھالے گیا ہے۔!"

"بکواس ہے... میں تو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے مین سوئچ آف کر کے نکل گئی تھی۔!"

"تو پھر یہ تین دن کہاں گذارے....؟"

"تم سے مطلب....!" جولیا پھر بھڑک اٹھی۔

"بالکل نہیں.... تم تیس دن بھی گھر سے غائب رہ سکتی ہو۔ میں سچ مچ تو تمہارا بھانجہ ہوں نہیں کہ مجھے تشویش ہوگی۔!"

"لباس تبدیلی کرو....!" جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بب.... بہت اچھا....!" عمران گڑبڑا کر بولا اور برابر والے کمرے میں گھس گیا۔

"تم دونوں کے تعلقات کچھ عجیب سے معلوم ہوتے ہیں۔!" سلمیٰ نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔

جولیا اسے قہر آلود نظروں سے گھورتی رہی پھر بولی۔ "اب تم یہاں سے چلی جاؤ۔ میں تمہ دوبارہ اس کے قریب دیکھنا پسند نہیں کروں گی۔!"

"تم ہو کون....؟" سلمیٰ کا موڈ بھی بگڑ گیا۔

"کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ مجھ سے کتنا ڈرتا ہے۔!"

"کچھ بھی ہو.... میں تمہارے کہنے سے تو نہیں جاسکتی وہ خود مجھے یہاں لایا تھا۔!"

"میں تم دونوں کو یہاں سے نکال دوں گی کیونکہ یہ ہٹ میرا ہے۔!"

"ہم چلے جائیں گے۔!" سلمیٰ اٹھتی ہوئی بولی۔

ٹھیک اسی وقت عمران پھر کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"ہم یہیں رہیں گے سلمیٰ....!" اس نے گمبھیر آواز میں کہا۔

"کیا کہا تم نے....؟" جولیا نے اسے ایسے انداز میں کہا جیسے مار بیٹھے گی۔

"کیا تم مجھ پر کوئی بہت بڑا احسان کر کے آئی ہو۔ گردن پھنسوا دی اب وہ میرے پیچھے پڑ جا گے۔"

"کک.... کیا مطلب.... تت.... تم.... کک کیا....؟" جولیا ہکلائی۔

"مذاق کی اور بات ہے۔!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "تم نے میرے خلاف شبہ ظاہر کر میرا تو بیڑہ ہی غرق کر دیا۔!"

"تت.... تم جانتے ہو....!"

"مجھے ہر بات کا علم ہو جاتا ہے۔ اسی لئے تو تم شبے میں پڑ گئی ہو۔ اچھا خیر اب مجھے بتاؤ تمہاری گلو خلاصی کیونکر ہوئی۔!"

جولیا نے سلمیٰ کی طرف دیکھا۔

"اس کی پرواہ نہ کرو.... اگر یہ نہ ملتی تو میں اندھیرے ہی میں رہتا۔ تم سے زیادہ میں اس جانتا ہوں۔!"

"یعنی کہ.... اُوہ.... میں سمجھی....!"

"کیا سمجھیں....؟"

جولیا ہنس پڑی.... اور یہ ہنسی طمانیت سے بھرپور تھی۔

"یہ بھی انہی لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔!" جولیا نے کہا۔ "اور تم اسے بیوقوف بنانے میں کامیاب ہوگئے ہو۔ کیوں لسلی.... ؟"

"نہیں.... میں خود ہی بیوقوف بنی ہوں۔!" لسلی نے خشک لہجے میں کہا۔ "یہ تو بہت بے ضرر اور بھولا بھالا آدمی ہے۔!"

"بیٹھ جاؤ....!" عمران نے دونوں سے کہا اور پھر لسلی سے بولا۔

"اور تم اپنی ٹانگیں کراس نہ کرنا۔ نہیں تو یہ پھر بُرا مان جائے گی۔!"

"شٹ اپ....!" جولیا جھینپے ہوئے لہجے میں بولی۔ پھر اس نے نظر چرا کر لسلی کے بیڈنگ گاؤن کی طرف دیکھا تھا۔

"ہاں.... اب بتاؤ کہ تمہیں رہائی کیونکر نصیب ہوئی۔!"

"پہلے تم بتاؤ کہ لسلی کا کیا چکر ہے۔!" اس بار جولیا نے اردو میں کہا تھا۔

"ان کی طرف سے مجھ پر مسلط کی گئی ہے۔ لیکن خود اُن سے چھٹکارا چاہتی ہے۔!"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ اپنے بارے میں سچ بول رہی ہے.... ؟"

"تم اس کی پرواہ نہ کرو.... یہ بتاؤ کہ تم وہاں سے کس طرح نکل سکیں۔!"

جولیا نے اپنی کہانی دہراتے ہوئے کہا۔ "دوپہر کھانے کے بعد مجھ پر غفلت طاری ہوگئی تھی اور پھر جب چار بجے شام کو آنکھ کھلی تو میں نے خود کو اپنے بنگلے میں پایا۔!"

"بڑے عجیب لوگ ہیں۔ گویا تمہیں میرے اور لسلی کے خلاف ورغلا کر رہا کیا گیا ہے۔!" عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"سوال تو یہ ہے کہ اس حرکت سے بھلا وہ ایکس ٹو تک کیسے پہنچ سکیں گے۔!" جولیا بولی۔

"تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی کہ میں اس عمارت سے واقف ہو گیا ہوں جہاں تم قید تھیں۔ لیکن تمہاری رہائی کے بعد میں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔!"

"کیوں.... ؟"

"وہ ایک تجارتی فرم کے نمائندے ہیں اور یہاں کمپیوٹر کو فروغ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فی الحال لسلی بھی گلینی کی بیٹی ہونے کی بناء پر ان کے خلاف کوئی شہادت نہ دے سکے گی کیونکہ اس سے سفارت خانے کی پوزیشن خراب ہو جائے گی۔!"

"تو کیا وہ فرم اُسی ملک کی ہے جس کے سفارت خانے سے لسلی کا تعلق ہے۔!"

"ہاں.... یہی پیچیدگی ہے۔!"

"تب پھر تم ہوشیار ہو جاؤ۔!" جولیا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں سدا کا غافل ٹھہرا.....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"اب بات سمجھ میں آئی۔!" جولیا سر ہلا کر بولی۔ "وہ ہمیں احساس بے بسی میں مبتلا کر کے شکار کھیلنا چاہتے ہیں۔!"

"پرواہ مت کرو..... بہر حال تم نے ایکس ٹو کو ان حالات سے مطلع کر دیا یا نہیں۔!"

"ابھی نہیں.....!" جولیا اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"اسے بتاؤ کہ ہم کن مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔!"

"کیا اسے علم نہ ہوگا.....؟"

عمران نے اس ریمارک پر اظہار خیال کرنے کی بجائے اُسے تنویر سے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔ "لسلی کے بیان کے مطابق وہ بھی انہی کے مظالم کا شکار ہوا ہے اور ایک ماہ سے پہلے وہ اپنے آپے میں نہیں آسکے گا۔!"

کچھ دیر خاموشی رہی پھر عمران نے لسلی کو مخاطب کر کے کہا۔ "سب سے زیادہ خطرے میں اب تم ہو۔!"

"م..... میں کس طرح.....؟"

"جولیا کا ہوش و حواس اس کے ساتھ واپس آنا ہی اس کا ثبوت ہے۔ تنویر گونگا ہو گیا ہے ظاہر ہے کہ اسے اس حال کو اس لئے پہنچایا گیا ہے کہ وہ اپنی بپتا کسی کو نہ سنا سکے۔!"

"اچھا تو پھر.....!"

"پھر یہ کہ انہیں جب تمہاری آواز سنائی دینا بند ہو گئی تو انہوں نے جولیا کو رہا کر دیا۔!"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو.....!"

"کچھ نہیں..... فکر نہ کرو..... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اب تم میری ذمہ داری ہو۔!"

"مجھے الجھن میں نہ ڈالو..... صاف صاف بتاؤ۔!"

"یہ جو تمہاری گردن میں کیکڑے سے بچاؤ کا لاکٹ پڑا ہوا ہے اس کے اندر ایک چھوٹا ٹرانس میٹر پچھلی رات تک موجود تھا۔!"

"وہ تو میں نے تمہیں بتا ہی دیا تھا۔!"

"لیکن وہ کیکڑے سے بچاؤ کا آلہ نہیں تھا۔ ٹرانس میٹر ہے اور اتنا طاقتور ہے کہ تمہاری سانسوں کی آواز تک اُن لوگوں تک پہنچاتا رہا ہوگا۔!"

"خدا کی پناہ....!"

"پچھلی رات جب تم بے خبر سو رہی تھی میں نے لاکٹ تمہارے گلے سے اتار کر اسکا بغور جائزہ لیا تھا اور اس سے ٹرانس میٹر نکال کر وزن پورا کرنے کے لئے لاکٹ میں ہلدی کی ایک گانٹھ رکھ دی تھی۔ یقین نہ ہو تو لاکٹ کھول کر دیکھ لو۔!"

"ہلدی کی گانٹھ....!" جولیا ہنس پڑی۔

"کچن میں کبھی کی موجود تھی۔ وزن میں ٹرانس میٹر کے وزن کے لگ بھگ تھی اس لئے کام چل گیا۔!"

لسلی نے اس کے بیان کی تصدیق کے لئے لاکٹ اتارا تھا اور سچ مچ اس کے اندر ہلدی کی گانٹھ ہی پائی تھی۔

اس کا چہرہ فق ہو گیا اور وہ بیہوش ہو جانے کے سے انداز میں آگے پیچھے جھولنے لگی۔

"اسے سنبھالو....!" عمران نے جولیا سے کہا اور خود ہٹ سے باہر نکل آیا۔

برآمدے میں رک کر ساحل کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے طویل انگڑائی لی تھی اور پھر آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ پشت سے جولیا کی آواز آئی۔ "کہاں چلے....؟"

"ذرا تازہ ہوا....!" عمران نے اس کی طرف مڑے بغیر کہا۔

"وہ بیہوش ہو گئی ہے۔!"

"خود ہی ٹھیک ہو جائے گی۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ مجھے اس طرح رہا کر دینے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے....؟"

"کچھ نہ کچھ اثر اب بھی تمہارے ذہن پر باقی ہے۔!" عمران مڑکر اُسے گھورتا ہو بولا۔

"کیوں....؟"

"کتنی بار سمجھاؤں کہ اگر تم اس عمارت سے برآمد ہوتیں تو ان کی گردنیں پھنس جاتیں۔ وہ علانیہ وہاں کمپیوٹر کمپنی کا بورڈ لگائے بیٹھے ہیں۔ جیسے ہی لسلی کے احوال سے آگاہی کا سلسلہ ختم ہوا انہوں نے تمہیں رہا کر دیا۔!"

"بقیہ لوگ کہاں ہیں....؟"

"اپنے گھروں پر نہیں ہیں۔!"

"اوہ.... تو کیا.... وہ بھی۔!"

"نہیں.... وہ سب ادھر اُدھر بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ سبھوں کو پکڑنے کے بکھیڑے میں نہیں

پڑیں گے۔ تنویر اُن کی نمائندگی کر چکا ہے۔ تمہیں اپنی ایک فطری کمزوری کی بناء پر پکڑا گیا تھا۔!"

"عورتیں کھوپڑی سے باہر ہو کر بکواس کرتی ہیں اور مردوں سے زیادہ کھوجی ہوتی ہیں۔ بہر حال میری چٹنی بن جانے کا سامان کر آئی ہو۔ اب مجھے وہ اس کرسی تک پہنچانے کی کوشش ضرور کریں گے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو..... لسلی کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کرو۔ وہ ان کے خلاف شہادت دے گی۔!"

"وہ گدھے نہیں ہیں۔ یہ بات پولیس کے ریکارڈ میں آچکی ہے کہ لسلی خود فراموشی کے مرض میں مبتلا ہے۔ لہٰذا اُس کی شہادت قانونی حیثیت سے قطعی بے وقعت ثابت ہوگی۔ اسی لئے جیسے ہی انہیں علم ہوا کہ لسلی نے مجھے عمارت کا پتہ بتا دیا ہے انہوں نے تمہیں وہاں سے نکال باہر کیا۔"

"تو پھر اب کیا کیا جائے۔!"

"اب میں خود ہی جا رہا ہوں اُن کے پاس.....!"

"کیا مطلب.....؟"

"ان سے کہوں گا بٹھاؤ مجھے کرسی پر اور ٹوپ چڑھا دو سر پر..... میں ایکس ٹو تو ہوں نہیں کہ وہ مجھ سے اس کا اعتراف کرا لیں گے۔ لیکن انہیں یہ ضرور معلوم ہو جائے گا کہ میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں یا نہیں۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.....!"

"ارے اسی چکر نے تو میرا بیڑہ غرق کیا ہے۔!" وہ جولیا کو گھونسہ دکھا کر بولا۔ "اگر میں تمہاری نظروں میں دوسروں ہی جیسا ہوتا تو تم کبھی میرے ایکس ٹو ہونے کے امکانات پر غور نہ کرتیں۔!"

جولیا نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ عمران ساحل سے ٹکرانے والی لہروں پر نظر جمائے کھڑا تھا۔ کچھ دیر بعد جولیا اس کی طرف مڑ کر بولی۔ "ہمارا تعلق پولیس سے تو ہے نہیں کہ ہمیں عدالتی شہادتوں کی پرواہ ہوگی۔ ہم اپنا طریق کار کیوں نہیں آزماتے۔!"

"جاؤ اس سلسلے میں ایکس ٹو سے احکامات حاصل کرو۔ اب میں ذاتی طور پر کچھ بھی نہ کر سکوں گا۔!"

"وہاں سے مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے میں نے اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔!"

"وہ احمق نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس نے اپنے فون کا ریسیور اٹھانے کی بھی زحمت گوارا

نہ کی ہوگی۔!"

"آخر کیوں....؟"

"اس لئے کہ چوہوں کی طرح مارا نہ جائے۔!"

"تب تو پھر تمہیں ہی ایکس ٹو ہونا چاہئے کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی سانڈوں کی طرح دندناتے پھر رہے ہو۔!" جولیا جل کر بولی۔

"یعنی تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ وہ اپنے عہدے کا اہل نہیں ہے۔!"

"پھر کیا کہوں....!"

"کیا تم نے ٹرانس میٹر پر بھی اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی....؟"

"نہیں....!"

"لہٰذا اس پر بھی کوشش کرو.... اور میرے سامنے ہی کرو.... تاکہ تمہیں مزید اطمینان ہو جائے۔ حالانکہ تمہیں پہلے بھی اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ میری موجودگی ہی میں تمہارے پاس اس کی کالیں آئی ہیں۔ بہر حال تمہارے ذہن سے یہ خبط نکلنا چاہئے کہ میں ایکس ٹو ہوں۔! ویسے مجھے یقین ہے کہ تمہارے دوسرے ساتھی اسی کے حکم سے انڈر گراؤنڈ ہوئے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے....؟"

"جب تم ہی نہیں سمجھ سکتیں تو کیا میں سر کے بل کھڑا ہو جاؤں۔!"

"یہ کیا بات ہوئی....؟"

"ایکس ٹو کے بعد تمہارا ہی عہدہ ہے۔!"

"اونہہ.... دیکھوں.... لسلی ہوش میں آئی یا نہیں۔!" وہ مڑ کر کمرے میں چلی گئی۔

عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور برآمدے سے اتر کر ساحل کیطرف بڑھ گیا۔

سورج غروب ہوئے خاصی دیر ہو چکی تھی۔ لیکن ابھی افق میں شوخ رنگوں والی دھاریاں باقی تھیں جن کی چھوٹ ساحل پر پڑ رہی تھی۔

ایک ویران جگہ پہنچ کر اس نے زیرو نائین کا ٹرانس میٹر نکالا اور ایکس ٹو کی آواز میں بلیک زیرو کے توسط سے اپنے دوسرے ماتحتوں کو ہدایات دینے لگا۔



سیاہ رنگ کا بڑا سا سوٹ کیس احتیاط سے منی ٹرک پر رکھ دیا گیا اور وہ دونوں ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھے۔ پیٹرسن ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کا ساتھی پشت گاہ میں ٹک کر سگریٹ سلگانے لگا۔

دن کے دس بجے تھے۔ دھوپ میں ابھی زیادہ تمازت نہیں آئی تھی۔

"اب پتہ نہیں کس کی شامت آئی ہے....؟" پیٹرسن کا ساتھی بڑبڑایا۔

"آئی ہوگی کسی کی....!" پیٹرسن لاپرواہی سے بولا۔

"کرنل کو پتہ نہیں کیا ہوگیا ہے۔ آخر اُس عورت کو یونہی کیوں نکال دیا۔ اس کا ساتھی تو اب تک ٹریٹمنٹ کے زیراثر ہے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ تم اپنا ذہن کیوں الجھا رہے ہو۔ ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا ہے۔!"

"لیکن! ہم جا کہاں رہے ہیں....؟"

"شہ سواری کے کلب کے آس پاس....!"

"وہ تو شہر کے باہر ایک ویران مقام پر ہے اور مجھے نہیں یاد پڑتا کہ پہلے کبھی یہ سوٹ کیس ایسے کسی ویران مقام پر لے جایا گیا ہو۔!"

"تم پھر بہکنے لگے۔!"

"ہمارا کام خطرناک ہے پیٹرسن....!"

"جب تک لاکٹ تمہارے پاس موجود ہے تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔!" پیٹرسن نے کہا۔

اس کا ساتھی غیر ارادی طور پر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب ٹٹولنے لگا تھا۔

گاڑی شہر سے باہر نکل کر ایک کچے راستے پر مڑ گئی۔ پیٹرسن کے ساتھی نے متحیرانہ انداز میں چاروں طرف نظر دوڑائی تھی۔

"ادھر سے کہاں....؟" اس نے پوچھا۔

"دیکھو....!" پیٹرسن جھنجھلا کر بولا۔ "میں کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کرتا۔ اگر کہیں جانا ہے تو وہی راستہ اختیار کروں گا جس کے لئے کہا گیا ہے۔!"

"تم اتنے چڑچڑے کیوں ہوگئے ہو۔!"

"کام کے دوران میں خاموش رہنا چاہتا ہوں۔!"

یہ راستہ اب دورویہ اونچی اونچی جھاڑیوں کے درمیان سے گذر رہا تھا۔ منی ٹرک کی رفتار بہت سست ہوگئی تھی۔ کیونکہ راستہ اونچائی کی طرف جارہا تھا۔

پھر ایک جگہ ٹرک روک دیا گیا۔ وہ دونوں نیچے اتر کر ٹرک کے پچھلے حصے کی طرف آئے اور پیٹرسن نے سوٹ کیس کا قفل کھول دیا۔ لیکن ڈھکنا اوپر نہیں اٹھایا تھا۔

پھر وہ ٹرک کو وہیں چھوڑ کر جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے تھے۔

آہستہ آہستہ سوٹ کیس کا ڈھکنا اوپر اٹھا اور دو سیاہ لمبے لمبے بازو باہر آئے اور پھر یک بیک وہ پورا کا پورا اچھل کر ٹرک کے نیچے آپڑا۔

سیاہ رنگ کا یہ کیکڑا جو کسی انتہائی جسیم کتے سے بھی بڑا معلوم ہوتا تھا تیزی سے دوڑتا ہوا ٹیلے پر چڑھنے لگا۔ دور دور تک سناٹا تھا اور ہوا جھاڑیوں میں سرسرا رہی تھی۔

کیکڑا اب نشیب میں اتر رہا تھا اور اس کی رفتار سست ہوگئی تھی۔ اس کا رخ گھوڑ دوڑ کے میدان کی طرف تھا۔

ٹرک کے قریب ایک رکاوٹ سے تھوڑے ہی فاصلے پر وہ اونچی اونچی گھاس کے درمیان دبک رہا۔

تھوڑی دیر بعد دور سے کسی گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آئی جو تیزی سے قریب ہوتی جا رہی تھی۔

پھر گھوڑا، سوار سمیت دکھائی دیا تھا۔ شاید یہ کلب کا کوئی ممبر تھا اور تنہا مشق کر رہا تھا۔ گھوڑا دوسری رکاوٹیں .... پھلانگتا ہوا جب کیکڑے کے قریب والی رکاوٹ پھلانگنے لگا تو اچانک کیکڑے نے اس پر چھلانگ لگائی۔

گھوڑا بھڑک گیا اور سوار کے حلق سے ایک بے ساختہ قسم کی چیخ نکلی تھی۔ وہ گھوڑے کی زین سے اچھل کر سر کے بل دور جا گرا۔ گھوڑا اتنی دیر میں کہیں کا کہیں پہنچ چکا تھا۔

کیکڑا اب آہستہ آہستہ سوار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ بے حس و حرکت زمین پر پڑا ہوا تھا اور اس کے سر کے نیچے سے خون کی کئی لکیریں پھوٹ کر مختلف اطراف میں پھیل رہی تھیں۔

کیکڑا چند لمحے اپنے لمبے لمبے بازوؤں سے اس کا سر ٹٹولتا رہا پھر تیزی سے ٹیلے پر چڑھتا چلا گیا تھا۔

اس بار دوسری جانب والی ڈھلان پر بھی اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ منی ٹرک کے پچھلے حصے کی طرف پہنچ کر ایک ہی جست اسے سوٹ کیس تک لے آئی۔

پھر اس کے دہانے سے تیز سیٹی قسم کی آواز نکلی تھی اور اس نے اپنے لمبے لمبے بازوؤں سے خود ہی سوٹ کیس کا ڈھکنا بند کر لیا تھا۔

پٹیرسن اور اس کا ساتھی غالباً سیٹی کی آواز ہی سن کر دوڑتے ہوئے واپس آئے تھے۔ تیزی سے سوٹ کیس کو مقفل کیا تھا اور منی ٹرک کو لے بھاگے تھے۔



کھلے ہوئے دروازے سے کوئی وزنی چیز فرش پر آگری تھی۔ وہ چونک پڑے۔

یہ پتھر کا ایک ٹکڑا تھا جس کے گرد کاغذ لپٹا ہوا تھا۔ عمران اٹھ کر دروازے تک آیا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی اور پھر پتھر اٹھانے کے لئے جھکا۔

جولیا اور لسلی خاموش بیٹھی اسے دیکھے جا رہی تھیں۔

کاغذ کی تہہ کھول کر اس نے پتھر کا ٹکڑا باہر پھینک دیا۔ کاغذ پر کچھ تحریر تھا۔ جسے پڑھتے وقت اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ ان دونوں ہی کو تشویش آمیز لگا تھا۔

اس کے بعد اس نے کاغذ کو پرزے پرزے کر کے اس کی گولی بنائی تھی اور ایک طرف اچھال دی تھی۔!

"کیا بات ہے....؟" جولیا نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"لسلی کے باپ گلینی پے ٹی شیو کا خاتمہ ہو گیا اور اب سفارت خانے کے عملے کو لسلی کی تلاش ہے۔!"

"کک.... کیسے۔!" لسلی بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بیٹھ جاؤ....!" عمران ہاتھ اٹھا کر نرم لہجے میں بولا۔ "کیا اسے گھوڑا سواری کا شوق تھا۔!"

"ہاں.... وہ ایک مقامی کلب کا ممبر بھی تھا۔!"

"آج گیارہ بج کر پندرہ منٹ پر مشق کے دوران میں گھوڑے سے گر کر مر گیا۔!"

"خدا کی پناہ....!" وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھ گئی۔

"خود کو سنبھالو....! ہو سکتا ہے کہ ایک بار پھر پولیس حرکت میں آ جائے۔ اگر تم سفارت خانے کے عملے کے ہاتھ لگ گئیں تو باپ کی موت کا صدمہ تمہیں بھی باپ ہی کے پاس پہنچا دے گا۔ میں اسے حادثہ سمجھنے پر تیار نہیں۔!"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ خدا کے لئے مجھے بچالو.... میں مرنا نہیں چاہتی۔!" لسلی روہانسی ہو کر گھگھیائی۔

"تم فکر مت کرو!" جولیا پُر عزم لہجے میں بولی۔ "پہلے ہم مریں گے پھر تم پر آنچ آئے گی۔!"

"تم نہیں سمجھ سکتے.... وہ منحوس کیکڑا....!"

"میں یقین نہیں کر سکتی۔ اندھیرے میں کوئی بھی اسے نہیں دیکھ سکا تھا۔ محض اندازے کی بناء پر کسی اتنے بڑے کیکڑے کی کہانی عام ہو گئی۔!"

"میں نے اسے روشنی میں دیکھا ہے۔ یہاں نہیں، سوئٹزر لینڈ میں.. وہ ہمارے ہی ادارے کی ملکیت ہے۔ خود سوئیس پولیس کو اسکی تلاش تھی۔ لیکن اسے کہیں سے بھی برآمد نہیں کیا جا سکا تھا۔

جولیا نے عمران کی طرف دیکھ کر متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ لیکن عمران اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ لسلی کو بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں گہرے تفکر کی پرچھائیاں تھیں

"ایک بار ادارے کے ایک فرد پر اس نے حملہ کیا تھا۔ میری موجودگی میں....!" لسلی کہتی رہی۔ "اس نے اس پر فائر کئے تھے۔ لیکن گولیاں اس پر پڑ کر اچٹ گئی تھیں اور بالآخر کیکڑے نے اس کو مار ڈالا تھا۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"آخر تم لوگ کوئی احتیاطی تدبیر کیوں نہیں کرتے۔!" لسلی بدستور بولتی رہی۔ "یہاں اس ہٹ میں تو ہم بہت آسانی سے مار لئے جائیں گے۔ رات کو یہاں بلا کا سناٹا ہوتا ہے۔ جیسے ہم کسی قبرستان میں مقیم ہوں۔!"

"ہاں.... ہاں ٹھیک ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ہم کوئی احتیاطی تدبیر کر لیں گے۔!"

"اب تک کیوں جھک مارتے رہے ہو۔!" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "وہ تمہیں سب سے زیادہ خطرناک آدمی سمجھتے ہیں اور تم یوں کھلے بندوں پھر رہے ہو.... میک اپ ہی کر لیا ہوتا۔!"

"اب میں انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ میں ہی ایکس ٹو ہوں۔!"

"یہ کیا دیوانگی ہے۔!"

"بس دیکھے جاؤ.... یہ کیکڑا یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتا۔!"

"ضروری نہیں کہ ہر بار تمہارے اندازے درست ہی نکلیں۔!"

"سنو... مائی ڈیئر جولیا.... نہ میں اپنی مرضی سے پیدا ہوا تھا اور نہ اپنی خوشی سے مروں گا۔!"

"فضول باتیں نہ کرو....!"

"تم جاؤ یہاں سے، میں لسلی سمیت یہیں رہوں گا۔!"

"یہ ناممکن ہے.... میں تمہیں ان حالات میں تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔!"

"تم سچ مچ اس پاگل آدمی کو بے حد چاہتی ہو۔!" لسلی بول پڑی۔

"اپنے کام سے کام رکھو....!" جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے معاف کرنا.... میری ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔!" لسلی گڑگڑائی۔

"اوہ.... کچھ نہیں۔!" جولیا ہنس کر بولی۔ "تم ٹھیک کہتی ہو، یہ پاگل ہے۔ میری ذہنی حالت بھی ٹھیک نہیں رہنے دیتا۔!"

"جب دو عورتیں تمہیں پاگل تسلیم کر لیں تو کوئی اسپیشلسٹ بھی دنیا کو یقین نہ دلا سکے گا۔!" عمران مایوسانہ انداز میں بڑبڑایا۔

"آخر تمہیں خطرے کا احساس کیوں نہیں ہے۔ یا پھر مجھے ہی جھوٹی سمجھتے ہو گے۔!" لسلی نے

ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"خواہ مخواہ سر نہ کھپاؤ....!" جولیا بولی۔ "اس کا جو دل چاہے گا وہی کرے گا۔!"

"کم از کم دوسروں کی زندگیوں سے تو نہ کھیلے۔!"

"یک نہ شد دو شد.... بیک وقت دو عورتوں کا تجربہ نہیں تھا۔ خدا مجھے معاف کرے۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

بہر حال عمران ہٹ چھوڑنے پر کسی طرح بھی آمادہ نہیں ہوا تھا۔ دن گذرا.... شر آئی.... اور دونوں عورتوں کے چہروں کا اضمحلال بڑھ گیا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ سچ مچ کسی پاگل ہی کے ہتھے چڑھ گئی ہوں۔

جولیا بھی شائد تن تقدیر ہو گئی تھی۔

"رات کا کھانا سی سائیڈ ہیون میں کھائیں گے۔!" عمران سات بجے کے قریب چہکارا۔

"نہیں.... سیدھے جہنم میں جائیں گے۔!" جولیا جل کر بولی۔

"آہا.... یہ تو بھول ہی گیا تھا کہ دو عورتوں کے درمیان ہوں۔!" عمران متاسفانہ لہجے میں: لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا.... پھر بولا۔ "میں گاڑی لیکر آتا ہوں.... پھر سی سائیڈ ہیون چلیں گے۔!

"باہر اندھیرا ہے.... ذرا احتیاط سے....!" جولیا بولی۔

عمران باہر نکل گیا اور وہ خاموش بیٹھی ایک دوسرے کی شکل دیکھتی رہیں۔

پورا ایک گھنٹہ گذر گیا۔ لیکن عمران کی واپسی نہ ہوئی۔

"پتہ نہیں کیا ہوا....؟" جولیا بڑبڑائی۔

"جس حد تک میں نے خطرے کا احساس دلایا تھا کوئی اور ہوتا تو باہر قدم نہ نکالتا۔!" سلمیٰ نے ک

"میں تمہاری جگہ ہوتی تو اُسے خطرے کا احساس دلائے بغیر مرضی کے مطابق چلاتی رہتی۔

"میں نہیں سمجھی.... تم کیا کہنا چاہتی ہو....؟"

"اُسے خطرات سے ضد ہو جاتی ہے.... اور وہ آنکھیں بند کر کے اندھے کنوئیں میں چھلانگ لگا دینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔!"

دفعتاً باہر سے کسی گاڑی کے رکنے کی آواز آئی۔ پھر جولیا اٹھ ہی رہی تھی کہ عمران کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے اپنے ہاتھوں میں دو بڑے بڑے ناشتہ دان لٹکا رکھے تھے۔

"یہیں کھائیں گے....!" اس نے کہا۔ "سی سائیڈ ہیون میں بہت بدبو ہے۔!"

"تم نے دیکھا!" سلمیٰ ہاتھ نچا کر بولی۔ "میں نہ کہتی تھی... اتنا بیوقوف نہیں معلوم ہوتا۔

"تمہاری تو فیورٹ ڈش لایا ہوں۔!" عمران نے جولیا سے کہا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ خاموشی سے اُسے دیکھے جارہی تھی۔ پھر وہ کھانے کے کمرے میں آئے تھے اور دونوں عورتوں نے کھانا میز پر لگایا تھا۔

کھانے کے دوران میں دفعتاً جولیا نے محسوس کیا جیسے اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبا جارہا ہو۔ اُس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران اور لسلی کو دیکھا۔ اُن دونوں کی بھی آنکھیں بند تھیں اور منہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔

اس نے بوکھلا کر اٹھنا چاہا لیکن قدم لڑکھڑائے اور پھر اُسے بالکل ہی ہوش نہ رہا۔

پھر آنکھ کھلی تو روح فنا ہوگئی۔ یہ تو وہی کمرہ تھا جہاں کچھ دنوں پہلے اسے ایک اذیت ناک تجربے سے گذرنا پڑا تھا۔

عمران اسی کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا جس پر بٹھا کر وہ اس سے بھی اعترافات کرا چکے تھے۔

لسلی بھی اسی طرح فرش پر پڑی دکھائی دی۔ کمرے میں ان تینوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

وہ خوف زدہ نظروں سے مشین دیکھتی رہی۔ عمران کی آنکھیں بند تھیں۔

دفعتاً قدموں کی آہٹ سنائی دی اور مشین کا آپریٹر کمرے میں داخل ہوا۔

جولیا بوکھلا کر اٹھ گئی تھی۔ عمران نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ لیکن لسلی اسی طرح پڑی رہی۔

آپریٹر مشین کے قریب کھڑا انہیں گھورے جارہا تھا۔

پھر وہ آہستہ آہستہ لسلی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس دوران میں شاید لسلی کو بھی ہوش آگیا۔ آپریٹر کو اپنے قریب دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی۔

"تمہیں کرنل نے طلب کیا ہے۔!"

آپریٹر نے اس سے آہستہ سے کہا۔

"م.... میں....!"

"جلدی کرو....!"

اس نے کہا اور اس کا بازو پکڑ کر اٹھاتا ہوا بولا۔

"آج وہ صبح ہی سے بہت غصے میں ہے اور تم اپنے مشن میں ناکام رہی ہو۔ اس لئے شائد تمہاری خیر نہیں۔!"

"مجھے بچالو....!"

وہ کسی ننھی سی بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔!

دفعتاً جولیا اپنی جگہ سے اٹھی اور آپریٹر پر ٹوٹ پڑی۔ اس نے اس کے بائیں شانے پر کرا۔ ہاتھ مارا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ جھومتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"اول درجے کی احمق ہو۔!" اچانک عمران بولا۔

"کیوں.... کیا ہوا....!" جولیا جھلا کر پلٹی۔

"ارے تو کوئی میں بندھا بیٹھا ہوں۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

کرسی کے پائے سے بندھی ہوئی اس کے پیروں کی رسیاں کھلتی چلی گئیں اور وہ کرسی کے ۔ سے ہٹ آیا۔ پھر اس نے جولیا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میں یہاں کرنل ہوریشیو کو تلاش کرنے میں ناکام ہو گیا تھا۔ اس لئے خود ہی بندھ کر بیٹھ گ دیکھو اب کیا ہوتا ہے۔ تم نے کھیل بگاڑ دیا۔ پتہ نہیں کرنل نے کہاں سے لسلی کو طلب کیا تھا۔!"

"یہ سب کیا ہو رہا ہے.... ہم یہاں کیسے پہنچے....؟"

"خاموش رہو.... اوہ....!"

یک بیک عمران اچھل پڑا.... اور جھک کر آپریٹر کا جسم ٹٹولنے لگا اور پھر اس نے اس کوٹ کی اندرونی جیب سے ویسا ہی لاکٹ بر آمد کر لیا جیسا لسلی کی گردن میں پڑا ہوا تھا۔

اس نے اسے اپنی ایڑی کے نیچے دبا کر توڑ دیا.... اور آہستہ سے بولا۔

"اس کی وجہ سے اسے علم ہو گیا ہو گا۔"

"کس بات کا....؟"

"اسی کا جو ابھی یہاں ہوا ہے۔ اس نے ہماری گفتگو صاف سنی ہو گی۔!"

لسلی دیوار سے لگی سہمی کھڑی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے گونگی ہو گئی ہو۔

"مجھے بتاؤ کہ ہم یہاں کیسے پہنچے۔!" جولیا عمران کا شانہ جھنجھوڑ کر بولی۔

"ہم اپنے ڈرائنگ روم میں نہیں ہیں۔!" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ "اس وقت کہانی سننا چاہتی ہو۔!"

جولیا لسلی کی طرف مڑ گئی اور اس کی طرف بڑھ ہی رہی تھی کہ وہ اچانک چیخنے لگی۔ اسکے داخلے کے دروازے کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔ وہ اس جانب مڑے اور جولیا کی بھی چیخ نکل گ دیو پیکر کیکڑا کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کی سرخ سرخ آنکھوں سے شعلے نکلتے ہوتے تھے۔ دروازے سے کسی قدر آگے بڑھ کر رک گیا۔ اسکے لمبے لمبے بازو بار بار ہل رہے۔

پھر وہ چلتا ہوا لسلی کی طرف بڑھنے لگا تھا۔
"او.... کیکڑے....!" عمران دہاڑا۔ "آخر تجھ سے کس زبان میں گفتگو کی جائے؟"
پھر وفعتاً اس نے اس پر چھلانگ لگادی تھی۔
"یہ کیا دیوانگی ہے۔!" جولیا حلق پھاڑ کر چیخی تھی۔
لیکن اتنی دیر میں وہ کیکڑے کی پشت پر سوار ہو چکا تھا۔ کیکڑے نے پلٹا کھایا اور اس کی گردن کو جکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن عمران نے اسے جھٹکا دیا.... وہ کئی فٹ پیچھے کھسک گیا تھا۔
اب کیفیت یہ تھی کہ عمران اس کے اور لسلی کے درمیان حائل نظر آرہا تھا۔ اس کی پشت لسلی کی طرف اور رخ کیکڑے کی جانب۔ اس بار کیکڑے نے بالکل کسی کتے کی طرح اس پر جست لگائی تھی یہ ٹکر ایسی تھی کہ عمران کے پاؤں اکھڑ گئے وہ چاروں خانے چت گرا تھا اور کیکڑا اس کے سینے پر سوار ہو کر ایک بار پھر اس کی گردن جکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔
عمران نے اس کے دونوں بازو پکڑ لئے تھے اور انہیں ایک دوسرے سے الگ رکھنے کے لئے زور آزمائی شروع کر دی تھی۔
جولیا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ کچھ بھی تو نہیں تھا ہاتھ میں کہ اسے پیٹ ہی کر رکھ دیتی اور پھر آگے بڑھتی بھی تو کیونکر.... لسلی اس سے بُری طرح چمٹی ہوئی تھی اور اس طرح کانپ رہی تھی جیسے برف باری کا شکار ہو گئی ہو۔
ٹھیک اسی وقت بہت سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں جو لحہ بہ لحہ قریب ہوتی جارہی تھیں۔
اتنے میں عمران اسے ایک بار پھر پرے جھٹک چکا تھا۔ وہ پشت کے بل فرش پر گر پڑا۔ ساتھ ہی ایسی آواز کمرے میں گونجی تھی جیسے کوئی بھاری پتھر بہت اونچائی سے زمین پر گرا ہو۔
تین آدمی کمرے میں گھس آئے۔
کیکڑا ابھی سیدھا نہیں ہو پایا تھا کہ عمران نے اسے دبوچ لیا اور اس کے پیٹ پر گھونسے برسانے لگا۔ تینوں نووارد جہاں تھے وہیں رک گئے۔ یکایک عمران کے منہ سے تحیر زدہ سی آواز نکلی۔ کیکڑے کے نچلے حصے کی کھال درمیان سے پھٹ رہی تھی اور اس کے اندر سے ایک انسانی جسم برآمد ہو رہا تھا۔
عمران نے دونوں ہاتھوں سے کھال پکڑ کر جھٹکا مارا... دوسرے ہی لمحے میں لسلی چیخی تھی۔
"کرنل ہوریشیو....!"

لیکن.... !کرنل ہوریشیو کی ٹانگیں کہاں تھیں؟خوفناک!کولہوں کے پاس سے ٹانگیں غا
تھیں.... اور وہ ہتھیلیوں کے بل تنا کھڑا تھا۔ اس حالت میں اس نے پھر چھلانگ لگادی۔ اس کا
عمران کے سینے سے ٹکرایا تھا۔ لیکن اس بار وہ عمران کو ہلا بھی نہ سکا۔ عمران نے اسے اپنے بازو
میں جکڑ لیا تھا۔

"خدا کی پناہ.... !"لسلی کپکپاتی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔"یہ تو ایسا نہیں تھا۔ اس
ٹانگیں کیا ہوئیں۔ یہ ہم سبھوں سے زیادہ قد آور تھا۔!"

"کیوں بکواس کر رہی ہو۔!" عمران کرنل کو تینوں اجنبیوں کی طرف اچھالتا ہوا بولا۔"ہو
ہے اس کی ٹانگیں دوسری جنگ عظیم میں کام آگئی ہوں۔!"

بہر حال کرنل اب قطعی بے بس تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے۔

"اب اسکو اسی کرسی پر بٹھادو...!" عمران نے اعتراف کرانے والی کرسی کی طرف اشارہ

"تت.... تم.... کیا کرو گے۔!" کرنل بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"سب سے پہلے تمہاری مصنوعی ٹانگیں تلاش کر کے تمہیں مکمل کروں گا۔ مجھے
افسوس ہے کہ نادانستگی میں اتنی دیر تک ایک ادھورے آدمی سے لڑتا رہا۔!"

تمہارے علاوہ کوئی اور ایکس ٹو نہیں ہو سکتا۔ اب مجھے یقین آگیا ہے۔ کرنل کے ہونٹو
سفاک سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ ذرا ہی سی دیر میں اس نے اپنی حالت پر قابو پالیا تھا۔

"ایکس ٹو.... !"عمران نے قہقہہ لگایا۔ ایکس ٹو ذہنی جنگ کرتا ہے۔ ہم سب اس کے م
ہیں۔ تمہارے فرشتے بھی اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ تمہیں شاید علم نہ ہو کہ اس وقت کیا ہو
تمہارا آدمی پیٹرسن میرے ہٹ کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں باہر نکلا تو اس نے میرے سر پر ریت
بھرا ہوا تھیلا مار کر مجھے بیہوش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن خود ہی جھونک میں آکر نیچے چلا آیا
اس سے سب کچھ اگلوالینا مشکل کام نہیں تھا۔ نتیجے کے طور پر تم ہمیں دیکھ رہے ہو۔ میرے
ساتھی تنویر کا حشر دیکھ کر میک اپ میں ادھر اُدھر منتشر ہو گئے تھے۔ لیکن تمہارے آدمیو
انہوں نے کڑی نظر رکھی تھی۔"

اچانک لسلی مضطربانہ انداز میں بولی۔"جب پیٹرسن تمہارے قابو میں آچکا تھا تو ہم
بیہوش ہوئے تھے۔!"

"وہ حماقت مجھ سے سرزد ہوئی تھی۔!" عمران شرما کر بولا۔"میں نے تم دونوں کی پ
ڈشوں میں سرکاری نمک ملادیا تھا اور خود بیہوش بن گیا تھا۔ پھر صفدر نے جس پر پیٹرسن کا

اپ آسانی سے ہو گیا تھا ہمیں اس عمارت میں پہنچایا تھا۔ اس طرح یہاں کسی کو کانوں کان خبر ہوئے بغیر ہمارا کام بہ آسانی بن گیا۔ پیٹرسن بھی وہاں اسی لئے موجود تھا کہ کسی طرح ہم تینوں کو بیہوش کر کے یہاں لایا جائے اور یہ لوگ مجھے اعترافات والی کرسی پر بٹھادیں۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ ادھورے آدمی کا سر سینے پر ڈھلک آیا تھا۔



دوسرے دن سائیکو مینشن کے ساؤنڈ پروف آڈیٹوریم میں خاصی چہل پہل تھی۔ عمران سمیت سارے ممبر موجود تھے۔ صرف تنویر غیر حاضر تھا۔ اسے ہسپتال میں داخل کرادیا گیا تھا۔

"آج یہ پھر دولہا بنیں گے۔!" کیپٹن خاور نے عمران پر فقرہ چست کیا۔

"سال میں کئی بار بننا پڑتا ہے۔!" عمران شرما کر بولا۔ "لیکن میرے انشورنس ایجنٹ کو اس پر ذرہ برابر بھی تشویش نہیں ہے۔!"

اچانک مائیکروفون سے آواز آئی۔ "اٹینشن....!"

یہ جولیا کی ریکارڈ کی ہوئی آواز تھی.... اور ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز آڈیٹوریم میں گونجنے لگی۔ "ہمارے ایک بیرونی ایجنٹ نے ہم سے غداری کی تھی۔ اس نے اطلاع دی تھی کہ ایک شخص کچھ اہم کاغذات لے کر ہمارے ملک میں داخل ہو رہا ہے اور یہ کاغذات ہمارے بعض ملکی مفادات کے خلاف ہیں۔ وہ ایئر پورٹ سے اتر کر ایکروفے میں جائے گا اور اپنا بریف کیس ایک ایسے آدمی کے حوالے کردے گا جو وہاں پہلے سے موجود ہوگا۔ حالانکہ وہ محض ایک سازش تھی جو میرے ماتحتوں سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے کی گئی تھی اور جس کا بنیادی مقصد مجھ تک پہنچنا تھا۔ کرنل ہوریشیو اس سازش کی روح رواں تھا۔ لسلی محض اس لئے عمران کے پیچھے لگائی گئی تھی کہ میرے ماتحتوں سے قریب رہ کر میری جستجو کر سکے۔ کرنل ہوریشیو جو بے حد خطرناک آدمی ہے۔ دس سال پہلے اس کی ٹانگیں ایک حادثے میں ضائع ہو گئی تھیں۔ لیکن اب وہ ہتھیلیوں کے بل ہرنوں کی طرح چوکڑیاں بھر سکتا ہے۔ بہر حال اپنے ادھورے پن ہی کی بناء پر ایک غیر معمولی جسامت والے کیکڑے کا روپ دھار سکتا ہے۔ کیکڑے کے اس مصنوعی خول کی پشت کے استر میں بلٹ پروف لگے ہوئے تھے جن سے گولیاں اچٹ جاتی تھیں۔ اس روپ میں اس نے درجنوں قتل کئے ہیں اور دنیا کے مختلف حصوں میں خاصا ہراس پھیلایا ہے۔ اس نے اعتراف کرلیا ہے کہ گلینی بھی اسی کا شکار ہوا تھا۔ اور ہاں! اب میں صرف جولیانافٹنر سے مخاطب ہوں۔ لیکن تم سب کے سامنے اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا۔ پھر بھی اسے یہ خبط اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے

کہ عمران ہی ایکس ٹو ہے۔!"

عمران اپنے دونوں کان پکڑ پکڑ کر گالوں پر تھپڑ مارنے لگا تھا۔ وہ سب خاموش تھے اور جولیا دوسری طرف منہ پھیر کر کسی ایسے بچے کی طرح منہ بنا رہی تھی جو بیک روپڑنے کی خواہش کا گلا گھونٹ دینے کی کوشش کر رہا ہو۔

ایکس ٹو کی تقریر کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔

دفعتاً عمران اپنی رانیں پیٹ پیٹ کر کہنے لگا۔ "ہائے میرے کمیشن کی بات تو رہ ہی گئی۔ اب کیا ہوگا؟"

"پچاس روپے مجھ سے ادھار لو اور ریس کورس کی طرف دوڑ جاؤ۔ آج کل تمہارے ستارے عروج پر ہیں۔!" چوہان بولا۔

"ہوا کریں.... گھوڑے تو مجھے پسند نہیں کرتے۔!"

"انہیں بھی ساتھ لے جاؤ....!" خاور نے آنکھ مار کر جولیا کی طرف اشارہ کیا۔

"مجھ کو کسی گھوڑے ہی کے حوالے کر کے خود گھر کی راہ لیں گی۔ خدا کی پناہ! اگر انہیں ان کے شبے پر یقین آ ہی جاتا تو کیا ہوتا۔ تم سب تو میک اپ کر کے غائب ہو گئے تھے۔!"

"تم لوگ بکواس بند کرو!" جولیا روہانسی آواز میں چیخی اور پیر پٹختی ہوئی آڈیٹوریم سے نکل گئی۔

عمران دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے احمقانہ انداز میں اپنی ہنسی روکنے کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔!

﴿ختم شد﴾